جملہ حقوق محفوظ

# آدابِ ملاقات

یعنی

## زنانہ میل جول کے مہذّب طریق

مرتّبہ

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ سابق اڈیٹر تہذیب نسواں

مصنفہ رفیق عروس۔ خانہ داری نعمت خانہ وغیرہ

سنہ ۱۹۳۵ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

بار ششم

قیمت ۳؍ پائی

Taj Tahir Foundation

جملہ حقوق محفوظ

# آدابِ ملاقات

یعنی

## زنانہ میل جول کے مہذب طریق

مُرتّبہ

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ سابق اڈیٹر تہذیبِ نسواں

مصنفہ رفیق عروس - خانہ داری نعمت خانہ وغیرہ

سنہ ۱۹۳۵ء

دار الاشاعت پنجاب لاہور

بار ششم

قیمت ۶/

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

# فہرست مضامین


دیباچہ ........ ۴

میل ملاقات کی ضرورت ۵

مہمان داری ........ ۱۰

نئی ملاقات ........ ۱۲

**حصہ اول**

مہمان کے لئے

بن بلائے مہمان ........ ۱۴

بلاوا آنا ........ ۱۷

مقررہ وقت پر ........ ۲۰

جسمانی صفائی ........ ۲۱

لباس و آرائش ........ ۲۳

میزبان کے ہاں جانا ........ ۳۰

طریق گفتگو ........ ۳۴

یورپین بہنوں سے ملاقات ........ ۳۹

چائے۔ پان۔ میوہ وغیرہ ........ ۴۱

میزبان کی خوشنودی ........ ۴۲

آدابِ محفل ........ ۴۴

عیادت ........ ۴۷

ماتم داری ........ ۵۱

خالی ہاتھ جانا ........ ۵۷

بچوں کے ساتھ مٹھائی ........ ۵۹

**حصہ دوم**

میزبان کے لئے

بلاوا دینا ........ ۶۳

شادی کا بلاوا ........ ۶۴

مکان صاف ........ ۶۷

پردے کا انتظام ........ ۶۸

کنواری لڑکیوں کا پردہ عورتوں سے ........ ۷۱

مہمان کی خاطر ........ ۷۲

**خاطر تواضع**

چائے۔ پان۔ میوہ وغیرہ ........ ۷۵

تکلف ........ ۷۷

مہمان کا دل بہلانا ........ ۸۰

عرصہ دراز کی مہمان داری ........ ۸۴


Taj Tahir Foundation

# دیباچہ

آج کل ہندوستان میں مشرقی اور مغربی تہذیب کے ملنے سے ایک نیا تمدن پیدا ہو رہا ہے لیکن اس نے اب تک کوئی بھی مستند و مستقل صورت اختیار نہیں کی۔ کہ قطعی طور پر اس کے آدابِ ملاقات قرار دے دیئے جائیں۔ بعض گھرانوں میں مغربی تہذیب کا رنگ بہت غالب آ چکا ہے۔ اور بعض خاندانوں میں زیادہ تر مشرقی آداب ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے باہمی میل جول میں طرح طرح کی دشواریاں اور بدمزگیاں پیدا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی کئی باتیں ناگوار اور خلافِ تہذیب معلوم ہوتی ہیں۔ فی الحال اس مشکل کا حل صرف یہی ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں تہذیبوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے موجودہ حالات و ضروریات کے مطابق ایسے آدابِ ملاقات تیار کر لئے جائیں۔ جو دونوں کے نزدیک تہذیب اور اعلیٰ تربیت کے مظہر ہوں۔

آدابِ ملاقات اسی قسم کی ایک کوشش ہے۔ اور کسی لحاظ سے جامع اور مستقل حیثیت کی کتاب نہیں کہی جا سکتی۔ یہ چند تجاویز ہیں۔ جن پر نکتہ چینی کرنے کا ہر ایک کو حق حاصل ہے۔ چنانچہ اگر اس کے پڑھنے والے بعض اور ضروریات کا خیال رکھ کر آئندہ اڈیشن کے لئے کسی قسم کا مشورہ دیں گے۔ تو ہم اُسے شکریے کے ساتھ قبول کر کے اس سے مستفید ہوں گے۔

سید ممتاز علی

Taj Tahir Foundation

# میل ملاقات کی ضرورت

جو بیبیاں نہ تو خود کسی سے ملتی ہیں۔ اور نہ کسی اَور کو اپنے ہاں بُلاتی ہیں۔ اُن کے مزاج میں عجیب طرح کی وحشت ہوتی ہے۔ جس طرح کوئی جنگلی جانور انسان کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ اور کسی جھاڑی وغیرہ میں جا چھپتا ہے بعینہٖ یہی حال ایسی بیبیوں کا ہوتا ہے جو کسی سے میل جول نہیں رکھتیں۔ اگر ان کو ایسا اتفاق پیش آ جائے۔ کہ کوئی بہن ان کے ہاں یا وہ خود کسی کے گھر مہمان ہوں۔ تو بات چیت کرنے کا ڈھنگ تو درکنار۔ ان کو ادب سے بیٹھنے کی بھی تمیز نہیں ہوتی۔ چنانچہ تہذیب نسواں کی ایک نامہ نگار بی بی دو بہنوں کا ذکر تمثیل کے طور پر۔ یوں لکھتی ہیں:۔

"ایک بی بی کا ذکر ہے۔ کہ وہ ہمیشہ تنہا رہا کرتی تھیں۔ نہ تو وہ کسی کے ہاں شادی یا غمی میں جاتی تھیں۔ اور نہ کوئی بی بی اُن کے ہاں آتی تھی۔ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہو گئیں۔ میاں علاج کے واسطے لیڈی ڈاکٹر کو بلا کر لائے۔ لیڈی ڈاکٹر گھر میں آئیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ بی بی اُن کو سلام کرتیں۔ اُنہوں نے اپنا منہ چھپا لیا۔ اب لیڈی ڈاکٹر تو چاہتی ہیں۔ کہ مریضہ کا حال دیکھیں اور اس کی زبانی اُس کی تکلیف سُنیں۔ اور

Taj Tahir Foundation

بیوی صاحبہ ہیں۔ کہ اپنا مُنہ ہی نہیں کھولتیں + لیڈی ڈاکٹر کو بیٹھے بیٹھے اور کہتے کہتے گھنٹہ بھر ہو گیا۔ آخر کار وہ اس بی بی کے میاں سے جھنجھلا کر بولیں۔ کہ ہمارا وقت ضایع ہوتا ہے۔ ہماری فیس دو ہم جائیں + بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ جیسے جنٹلمین کی بیوی ایسی جنگلی اور بے ادب ہے + غرضکہ لیڈی صاحبہ فیس لے بن دیکھے سُنے چل دیں۔ اور وہ بی شرمیلی بنو شرم کی پٹی میں مُنہ دئیے پڑی رہیں"+

"میری ایک نہایت عزیز بہن ہیں۔ خدا کے فضل سے لکھی پڑھی۔ لائق ہونہار + ان کے ہاں ایک روز ایک بی بی مہمان آنے کو تھیں جو اُن سے رُتبے اور حیثیت میں کئی درجے کم تھیں۔ مگر ہم وطن تھیں۔ میری بہن نے مجھ سے کہا۔ کہ بہن میرے ہاں تو ایک بی بی نے آنے کو کہا ہے۔ ذرا تم بھی اُس روز آجانا۔ کیونکہ مجھے باتیں وغیرہ کرتے شرم آتی ہے + خیر میری تو ان سے بے تکلفی ہی تھی۔ میں اپنی بہن کے ہاں روز مقررہ پر چلی گئی + میرے جانے کے تھوڑی دیر بعد ان مہمان بی بی کی ڈولی بھی آگئی + ہماری بہن نے جو کہاروں کی آواز سُنی۔ تو میرے پاس سے اُٹھ ہُوا ہو گئیں + میں حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ صاحبِ خانہ تو اُٹھ کمرے میں چل دیں۔ اور میں جو خود ایک مہمان کی طرح ہوں۔ یہاں رہ گئی + میں بھی اپنی بہن کے پیچھے گئی۔ اور جا کر کہا۔ کہ ان کو ڈولی میں سے تو اُترواؤ + اس پر وہ مجھ سے کہنے لگیں۔ کہ ذرا تم ہی اُتروا لو۔ خیر میں جا کر مہمان بی بی کو اُتار لائی۔ اور خود ہی ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اس میں اُن کو بٹھایا۔ اور اُن سے باتیں کرنے لگی +

"جب مہمان بی بی نے میرے سوا کسی کو نہ دیکھا۔ تو مجھ سے پوچھا۔ کہ

Taj Tahir Foundation

گھروالی تم ہی ہو؟ میں نے کہا۔ نہیں۔ میں تو اُن کی سہیلی ہوں۔ وہ دوسری طرف ہیں۔ ابھی آتی ہیں + انتظار کرتے کرتے کتنی دیر ہوگئی۔ لیکن وہ نہ آئیں + تب تو میں اُٹھی۔ کہ جاکر اُن کو بلا لاؤں۔ لیکن وہ ایسی ہشیار نکلیں۔ کہ اپنے میاں کے پاس جا بیٹھیں + اب بھلا میں وہاں کیونکر جاتی + آخر پھر آکر چپکی ہو بیٹھی۔ لیکن دل میں بہت ہی غصہ آرہا تھا + مجبوراً تھوڑی دیر کے بعد میں پھر اُٹھی + دروازے کے پاس جاکر کھڑی ہوئی۔ تو سُنا۔ کہ میاں بیوی سے کہہ رہے ہیں۔ کہ جاؤ۔ بیوی کہتی ہیں۔ کہ نہیں مجھے شرم آتی ہے۔ اور تماشا یہ دیکھو۔ کہ میاں کو بھی باہر نہیں جانے دیتیں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ مہمان بی بی یہاں ہی آ جائیں۔ خیر اللہ اللہ کرکے وہ خدا کی بندی ایک گھنٹے کے بعد سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے چار برس کی بیاہی۔ چوتھی کی ہُتوین اور نہایت بے ڈھنگی طرح سلام کرکے میرے گھٹنے سے لگ آن بیٹھیں میں نے مہمان بی بی سے کہا۔ کہ لو بی یہ گھر والی آگئی ہیں + تب بے چاری مہمان بی بی خود ہی اُٹھیں۔ اور اُن سے گلے ملیں +

"اب ہماری بہن ہیں۔ کہ گاؤ تکئے اور میری کمر کے پیچھے کو سرکی جاتی ہیں + آخر میں نے اشارے سے کہا۔ کہ توبہ اس وحشت کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ وہ تمہیں کاٹتی تو نہیں ہیں؟ مگر بہن صاحبہ ہیں کہ بات کرتی ہیں۔ تو زبان لڑکھڑاتی ہے۔ آیا ہوا لفظ بھولا جاتا ہے۔ وہ کوئی بات پوچھتی ہیں۔ تو یہ میرا منہ دیکھتی ہیں + ہیبت کا یہ عالم۔ کہ مہمان بی بی کو آئے ڈیڑھ گھنٹہ ہونے کو آیا۔ اور اس خدا کی بندی کو پان کا پتا تک دینے کا ہوش نہیں + آخر میں خود ہی اُٹھی۔ اور خاصدان میں پان کی گلوریاں لگا کر

Taj Tahir Foundation

مہمان کے آگے رکھیں۔ نوکر کے ہاتھ اُگالدان منگوایا۔ مگر مجھے بہت ہی افسوس ہوا۔ کہ ایسی لائق بہن کو سوائے علمی لیاقت کے کسی سے ملنے یا اُس کی خاطر تواضع کرنے تک کی تمیز نہیں۔ جو ہم لوگوں کی دس دس گیارہ گیارہ برس کی لڑکیاں بھی کر گزرتی ہیں۔ اگر کسی کے گھران کا آنا جانا ہوتا۔ تو وہاں جاکر یہ دیکھتیں کہ ملنے والیاں کس طرح ملتی ہیں۔ اور کیسی خاطر تواضع کرتی ہیں۔ تب وہ جانتیں۔ کہ ہاں دنیا کے یہ رنگ ڈھنگ ہیں"۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ عقل و علمیت چاہے کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر وہ تجربے کو نہیں پہنچتی۔ ہمارے بھائی جب تک اپنے ہاں کی مستورات کو اچھے گھرانے کی ہنرمند اور سلیقہ شعار عورتوں سے میل ملاقات کی عادی نہ کریں گے تب تک چاہے وہ اپنی بیوی اور بیٹی کی گھٹی میں کتنا ہی علم نہ گھول دیں۔ کبھی فائدہ نہ اُٹھا سکیں گی۔ ترکیب کے طور پر میں ایک نئے قسم کے کرتے کی چھانٹ اور سلائی چاہے ہزار طرح سمجھاؤں مگر جب تک سینے والا اپنے سامنے سلوا کر نہ دیکھے گا تب تک خاطر خواہ طور پر ہرگز نہیں سیکھ سکے گا۔

میموں اور مسوں کی ملاقات سے ہم عورتوں کا پرہیز کروایا جاتا ہے مگر میں دیکھتی ہوں۔ کہ اہل یورپ کی خانہ داری ہم لوگوں سے بدرجہا اچھی ہے۔ گویا وہ لوگ دنیا ہی پر بہشت کی بہار دیکھ رہے ہیں۔ ان کی ہر ایک چیز نہایت صاف ستھری اور سلیقے سے رکھی دکھائی دیتی ہے۔ وقت کے ایسے پابند ہیں کہ اپنا ایک منٹ بھی ضایع کرنا پسند نہیں کرتے۔ اگر ایسی اچھی صحبت میں ہمارے ہاں کی مستورات

Taj Tahir Foundation

کا ایک آدھ گھنٹہ بھی معلومات حاصل کرنے کو گزر جائے۔ تو ممکن نہیں۔ کہ ان پر ایسی صاف ستھری زندگی کا اثر نہ پڑے۔ ان کا حسن انتظام دیکھ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

آج کل عام طور پر خود یورپین لیڈیوں کو ہندوستانی لیڈیوں سے ملنے جلنے اور ان کو اپنے ہاں بلانے کا شوق ہو رہا ہے۔ اور اکثر معزز افسروں کی لیڈیاں اپنے معزز ماتحت افسروں اور دیگر رؤسا کی پردہ نشین مستورات سے بڑے شوق کے ساتھ ملنا چاہتی ہیں۔ اور بہت سی ہندوستانی لیڈیاں عام جلسوں میں یورپین لیڈیوں سے ملنے بھی لگی ہیں۔ مگر ملاقات کا طریق نہ جاننے کی کمی ہمیں اُن کی نظروں میں ہمیشہ سُبک کرتی ہے۔ اگرچہ وہ سدھرے ہوئے اخلاق کے باعث ممنہ درممنہ ہم لوگوں کی بے تمیزیوں پر اعتراض نہیں کرتیں۔ مگر اپنی ہم جنسوں میں ضرور ہماری بے تمیزیوں کا ذکر کرتی اور ہمیں اپنے ملنے کے ناقابل ٹھیراتی ہوں گی۔

ہم ہندوستانی یوں ہی تو انگریزوں کی بہ نسبت جاہل سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن جب تک ہم لوگ ان لوگوں کی لیڈیوں سے نہیں ملتے تب تک ہمارا پردہ ڈھکا رہتا ہے۔ اور جہاں ہم ان سے تھوڑی دیر کی ملاقات کو بھی چلے جاتے ہیں۔ اور پھر وہاں جا کر بے تمیزیاں کرتے ہیں۔ تو ان کے دل میں ہماری وقعت اپنے ملک کی گنواریوں سے بھی کم رہ جاتی ہے۔ اور وہ جانتی ہیں۔ کہ واقعی یہ لوگ بہت ہی بد تہذیب ہیں۔ اور ان سے ہمارا ملنا ملانا عبث ہے۔

اگر یہی مان لیا جائے۔ جیسا کہ ہمارے ملک کے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یورپین لیڈیوں سے ملنا ہم مستورات کے لئے مضر ہے۔ تو بھی ہمارے شرفا کے سلیقہ شعار گھرانے موجود ہیں۔ جن کے ساتھ میل جول بڑھانا ہر طرح پر ہمارے لئے مفید ہے۔ مگر یہ میل تب ہی بڑھ سکتا ہے جب ملنے والی بیبیاں آداب ملاقات سے پوری طرح واقف ہوں۔ ان ضرورتوں کو سوچ کر میں نے چاہا۔ کہ میل ملاقات پر ایک مختصر سا رسالہ لکھوں۔ جس میں سب نہیں تو ان ضروری ضروری باتوں کا ذکر کر دوں جن کا ہم لوگوں کو جاننا ضروری ہے۔ گو ہماری بہت سی لائق بہنیں ایسی بھی موجود ہوں گی۔ جو اس کتاب سے ہزار درجہ بہتر آداب ملاقات جانتی ہوں گی۔ مگر شاید چند بہنیں ایسی بھی ہوں۔ جو بعض باتوں سے ناواقف ہوں۔ اور ان کو یہ مختصر سا رسالہ جس میں سب باتیں یکجا مل جائیں گی۔ فایدہ پہنچائے ✚

اس رسالے میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ بے تکلف سہیلیوں کی ملاقات کے لئے نہیں۔ بلکہ زیادہ تر ایسی ملاقاتوں کے لئے جو کبھی کبھی پیش آتی ہیں ✚ بے تکلف میل ملاپ داروں میں اگر چند باتوں کا لحاظ نہ بھی کیا جائے۔ تو چنداں مضائقہ نہیں۔ اور ایک دوسرا برا نہیں مانتا۔ مگر جو ملاقاتیں خاص خاص ہوتی ہیں۔ اُن کا لحاظ رکھنا بڑا ضروری معلوم ہوتا ہے ✚

## مہمان داری

ہمارے ہاں کی مہمان داری میں بہت سے نقص ہیں۔ ان کی قصور کچھ نہ کچھ اصلاح ہونی چاہئے۔ جس طرح آج کل ہمارے ہاں مہمانی ہوتی ہے

اس میں کچھ لطف ملاقات کا نہیں ہوتا۔ کیونکہ میزبان بی بی مہمان بی بی کو ڈولی سے اُتروا کر اس سے سلام و دعا کے بعد ایک آدھ بات چیت ہی کرتی ہیں۔ باقی تمام دن مہمان بی بی لوگا و تکئے سے لگ کر جا بیٹھی رہتی ہیں۔ اور میزبان بہن دن بھر پُر تکلف کھانے پکانے دینے لینے میں مصروف رہتی ہیں۔ پاس بیٹھے کا لطف اور بات کرنے کا مزہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ مہمان بہن ایک جگہ چپ چاپ بیٹھی اُکتا جاتی ہیں۔ اور میزبان بہن ہیں کہ تمام دن پکاتے رہتے۔ دیتے لیتے چلتے پھرتے تھک کر چکنا چور ہو جاتی ہیں۔ وہ دو وقت کے کھانے پکانے میں ہی تمام دن غارت کر بیٹھتی ہیں۔ شام ہوتے ہی مہمان بی بی کی ڈولی آموجود ہوتی ہے۔ میزبان بہن کے پُر ارمان دل میں بہت سی باتیں بھری رہ جاتی ہیں۔ اُدھر مہمان جلنے کو تیار ہوئیں۔ ادھر میزبان بہن ان کو سوار کرانے آئیں۔ سوار کرواتے کرواتے میزبان بہن نے کہا۔ کہ اے ہے میرا تو جی بھی نہ بھرا۔ کوئی بات بھی نہ ہوئی۔ اور کم بخت دن بھر گزر گیا۔ مہمان بہن نے جواب دیا۔ چلو خدا نے خیر رکھی۔ تو پھر کبھی مل لیں گے۔

یہ ممکن نہیں کہ ہم عورتوں کو بار بار گھر کے دھندوں سے فرصت ملے۔ جو ہم اپنی سہیلیوں سے ملنے جائیں۔ عورتوں کا گھر سے نکلنا بڑا مشکل کام ہے۔ البتہ جن کے ہاں اللہ رکھے کنبے کی کئی عورتیں انتظام کرنے والی ہوتی ہیں۔ ان کو کچھ مشکل نہیں۔ مگر جہاں ایک گھر والی بہن کا اکیلا دم ہو۔ وہاں تو ہر طرح مشکل ہی ہے۔ نہ گھر کے دھندوں سے چھٹکارا ہوتا ہے۔ نہ بار بار ملنے کا موقع پیش آتا ہے۔ کبھی کبھار اپنے گھر کے کام کاج ہرج کر کے شوق سے کسی کے گھر جائیں بھی تو وہاں جا کر بندھوا بن کر بیٹھنا پڑ جاتا ہے

نہ بُلانے والی کو مل کر خوشی ہوتی ہے۔ اور نہ جانے والی ہی کا جی خوش ہوتا ہے۔ میری عقل میں مہمان داری میں ضرور کچھ نہ کچھ اصلاح ہونی چاہئے۔

اس کتاب میں میں نے جابجا اس قسم کی اصلاحوں کے باب میں اشارے کئے ہیں۔ جن پر عمل درآمد ہونے سے ہماری مہمان داری بہت کچھ سنور سکتی ہے۔

# نئی ملاقات

اگر دو بیبیاں کسی تقریب میں جائیں۔ اور مل کر دونوں میں محبت پیدا ہو جائے۔ تب تو ان کی ملاقات میں چنداں دقت واقع نہیں ہوتی۔ ورنہ دو بیبیوں میں سے کسی کا پہلے پہل دوسرے کے گھر جانا ایک بڑی مشکل مہم ہے۔ اس مہم میں بڑی مشکل یہ ہوتی ہے۔ کہ دونوں بیبیاں یہ چاہتی ہیں۔ کہ پہلے میں نہ جاؤں۔ بلکہ دوسری بی بی میرے ہاں آئے۔ اگر دونوں بیبیاں برابر رتبے کی ہیں۔ تب اس جھگڑے کا طے ہونا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ بعض حالات میں ہم نے تو یہ دیکھا ہے۔ کہ اس بات کے طے ہونے میں کئی کئی برس لگ گئے ہیں۔ پھر بھی ملاقات کا دروازہ نہیں کھلتا۔ البتہ اگر دونوں بیبیوں کی عزت اور رتبے میں تفاوت ہے۔ تو جس طرح چھوٹے بڑوں کے آگے دب جاتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ہوتا ہے۔ مگر ہماری یہ رائے ہے۔ کہ جب دونوں بیبیوں کو باہم ملنے سے کسی خاص کام کی سرانجام دہی منظور نہیں ہے۔ بلکہ صرف باہمی محبت و یگانگت پیدا کرنے کے لئے ملاقات کی جاتی ہے۔ تو ایسے ذلیل خیالات کا دل میں لانا۔ کہ پہلے

وہ آئیں۔ نہایت سفلہ پن ہے۔ اگر تم اپنا درجہ بہت بڑا سمجھتی ہو۔ اور دوسری بی بی کو اپنی ہم پلہ نہیں جانتی ہو۔ تو ایسی کم رتبہ بی بی سے ملاقات ہی کیوں پیدا کرتی ہو۔ لیکن اگر وہ اس قابل ہے۔ کہ اُس سے ملاقات پیدا کی جائے۔ تو پھر رُتبے کی کمی بیشی کو اس قدر کیوں خیال میں لاتی ہو۔ بلکہ زیادہ معزز اور خلیق ہونے کی نشانی یہ ہے۔ کہ بڑا آدمی چھوٹے کی خوشی کو مقدم رکھے۔ اس کے علاوہ جب محبت و یگانگت بڑھانے کا ارادہ ہو۔ تو دونوں بیبیوں کو زیادہ تر کوشش اس باب میں کرنی چاہیئے۔ کہ پہلی ملاقات کی طرف پیش دستی کرنے والی میں بنوں۔ نہ یہ کہ اس باب میں پیچھے رہنے والی میں بنوں +

دوسرے کے ہاں نہ جانے کے بہت سے عذر بھی ہوتے ہیں۔ گھر میں بیماری کا ہونا۔ گھر کو اکیلا نہ چھوڑ سکنا۔ مہمانوں کی موجودگی یہ سب اسباب بے شک دوسرے کے ہاں نہ جانے کے معقول عذر ہیں + مگر یہ کہنا۔ کہ نہیں پہلے تم آؤ۔ اس کے یہہ معنی ہیں۔ کہ ہماری عزت تم سے زیادہ ہے۔ اس لئے تم ہی ہمارے یہاں آؤ۔ یہ نہایت ذلیل اور کمینہ خیال ہے۔ البتہ یہ نامناسب نہیں۔ کہ کوئی بی بی دوسرے کے ہاں جانے کے وقت بلانے والی بی بی سے یہ کہے۔ کہ میں تمہارے ہاں اس شرط پر آتی ہوں۔ کہ میرے بلانے پر تم بھی اسی طرح خوشی خوشی بے تکلف میرے ہاں چلی آؤ + اگر بلانے والی بی بی اس بات کو مانے۔ تو بس اتنا کافی ہے۔ پہلے پیچھے کی بحث بالکل فضول ہے +

# حصہ اوّل

## مہمان سے متعلق

## بِن بُلائے مہمان

ہمارے ہاں شادی میں بُلاوا جاتا ہے۔ تو معین وقت پر سب مہمان آتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی دعوت یا ملنے وغیرہ کو بلاتا ہے۔ تو اس کی بھی خبر دی جاتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بغیر بلائے مہمان جانے کا اتفاق ہو جاتا ہے۔ مثلاً شادی کی مبارک باد کو۔ یا عذر خواہی کو۔ یا کسی بیمار کی عیادت کو۔ یا ملنے کو۔ یا کسی کام کے صلاح و مشورے کو۔ غرض بیسیوں اتفاق ہیں۔ لیکن اس موقع پر جبکہ اپنی خوشی کا جانا ہو۔ اور صاحب خانہ کو خبر نہ ہو۔ تو ضرور اطلاع دینی چاہئیے۔ اوّل تو ایک روز پہلے ورنہ کم سے کم ایک گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے تو اطلاع ضروری دینی چاہئیے + اگرچہ اس چھوٹی سی بات پر کچھ لکھنا عیاں راچہ بیاں کا معاملہ ہے لیکن بعض بیبیاں اس باب میں نہایت بے جا بے تکلّفی برتتی ہیں۔ یعنی جب کسی کے ہاں مہمان جانے کی ضرورت ہوئی۔ بے تکلف ڈولی منگائی۔ اور جا کودیں۔ شہر کے شہر میں بھی اور پردیس سے بھی + اب گھر والے حیران ہیں۔ کہ کون مہمان آیا + کچھ رکھتے ہیں۔ کچھ درست کرتے ہیں۔ اگر کوئی بی بی پکانے ریندھنے میں مصروف ہوئیں۔ تو بیچاری ادھ بیچ میں چھوڑ کر آتی ہیں۔ اور نہایت خفیف ہونا پڑتا ہے +

Taj Tahir Foundation

اکثر ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے۔ کہ مہمان کی خاطر تواضع کے لئے گھر میں تمام ضروری چیزیں ہر وقت موجود نہیں رہتیں۔ جب کوئی مہمان بن بلائے کسی کے ہاں جاتا ہے۔ اور اُس کے رُتبے اور حیثیت کے موافق اُس کی آؤ بھگت نہیں ہوتی۔ تو وہ اپنے دل میں رنجیدہ ہوتا ہے اور میزبان کو ناحق شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے +

بارہا دیکھا گیا ہے۔ کہ جب کوئی بہن کسی بہن کو بلا اطلاع کئے اُن کے ہاں جاتی ہیں۔ تو میزبان بہن اُن کے آنے کی خبر سنتے ہی کوٹھریوں وغیرہ میں گھس جاتی ہیں۔ اور جلدی جلدی کپڑے بدلنے میں مشغول ہو جاتی ہیں + مہمان بہن خود ہی اُتر کر گھر میں آ بیٹھتی ہیں۔ اور میزبان بہنوں کو آواز پر آواز دیتی ہیں کہ باہر آؤ۔ جب وہ کپڑے بدل چکتی ہیں۔ تب باہر نکلتی ہیں۔ اتنے مہمان بہن اُن کا انتظار کرتی رہتی ہیں + ایسی صورت میں اگرچہ میزبان بہن خود تو صاف ستھری ہو کر نکل آتی ہیں۔ مگر ان کا گھر ویسا ہی میلا کا میلا رہتا ہے +

بعض بہنیں مہمان بہن کو سواری ہی میں بیٹھی رہ کر انتظار کرنے کی تکلیف دیتی ہیں۔ یعنی وہ جب یہ سنتی ہیں۔ کہ فلاں بہن ملنے کو آئی ہیں۔ تو یہ بہانہ کر دیتی ہیں کہ گھر میں مرد بیٹھے ہیں۔ پردہ ہو لے تو اتریں۔ اس بہانے سے کوئی جلدی جلدی اُٹھتی ہے۔ اور غسل خانے میں کپڑے بدلنے کو جا گھستی ہے۔ کوئی فرش بچھونا درست کرنے لگتی ہے۔ جب کئی بار تقاضا آتا ہے۔ تو پھر مہمان بہن کو اندر آنے کی اجازت ملتی ہے +

بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ گھر میں مرد بیٹھے کھانا کھاتے ہوتے ہیں۔ یا کسی اور ضروری کام میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور اُن کو اُٹھتے اُٹھتے

Taj Tahir Foundation

اور اپنا کاروبار سنبھالتے سنبھالتے دیر ہو جاتی ہے +

میں نے دیکھا ہے کہ بعض بہنیں کسی کے اچانک بلا اطلاع آجانے سے ایسی گھبرا جاتی ہیں۔ کہ ان کے منہ سے پوری بات تک نہیں نکل سکتی۔ اس کی یہ وجہ ہوتی ہے۔ کہ کبھی ان کو اپنے کپڑے اور سر کے بالوں کے صاف نہ ہونے کا رنج ہوتا ہے۔ کبھی گندے میلے مکان کی طرف سے شرمندگی ہوتی ہے۔ کبھی خاطر تواضع کی چیز موجود نہ ہونے کے باعث خفت ہوتی ہے۔ غرض اسی قسم کے خیالات یک بار طبیعت کے اوپر ایسا بار سا ڈال دیتے ہیں۔ کہ منہ سے بات کچھ کرتی ہیں۔ اور نکلتی کچھ ہے +

اس کے علاوہ ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ کہ گھر میں کوئی بیمار ہے یا خود کہیں جانے کا ارادہ ہے۔ یا کسی وجہ سے مکان روزمرّہ سے زیادہ خراب حالت میں ہے۔ یا کسی وجہ سے اپنا دل پریشان ہے۔ ایسی حالت میں بغیر بلائے مہمان بھی بہت شرمندہ اور محجوب ہوتا ہے۔ ہر بہن کو لازم ہے۔ کہ اوّل اپنے آنے کے ارادے سے اطلاع دے کہ ہمارا اس وقت اور اس دن آپ کے ہاں آنے کا ارادہ ہے۔ اس پر جو صاحب خانہ جواب دے۔ وہ عمل میں لانا چاہیئے +

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ گھر والی بیوی ہی کہیں مہمان گئی ہوئی ہیں اور بیوی ڈولی سے اتر کر جو دیکھتی ہیں۔ تو گھر خالی۔ لاچار مایوس واپس آتی ہیں۔ اور میزبان بیوی کو بھی از حد افسوس ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ مجھے اپنے آنے کی پہلے سے خبر کر دیتیں۔ تو کیا اچھا ہوتا میں گھر پر موجود رہتی +

ان سب امور کا خیال کر کے ہماری بہنوں کو لازم ہے۔ کہ وہ بے

اطلاع کسی کے ہاں جانے کو پرلے درجے کی بے تہذیبی سمجھیں اور کبھی کسی سخت ضرورت کے پیش آنے کے سوا ہرگز ہرگز کسی کے ہاں اس طرح نہ جائیں، ہاں اگر اپنی بے تکلفی کی جگہ ہو۔ تو بے اطلاع کئے جانے میں کوئی ہرج نہیں۔

# بلاوا آنا

اگر کوئی بہن تم کو اپنی محبت اور چاؤ سے اپنے ہاں بلائیں۔ تو انسانیت اور اخلاص کی رو سے تمہیں واجب ہے۔ کہ اگر کوئی خاص عذر نہ ہو۔ تو تم خوشی سے اُن کے ہاں کا جانا قبول کرو۔ اور اگر کوئی عذر ہو۔ تو پھر ایسے ملائم اور محبت بھرے الفاظ میں انکار کرو۔ کہ بلانے والی بہن کا دل نہ دُکھے۔ اور وہ تمہیں گنوار یا اکل کھُری نہ سمجھیں۔

میل مُلاقات کے علاوہ اگر کسی دعوت میں تمہیں بلایا جائے تب بھی سنت نبوی یہ ہے۔ کہ دعوت کو رد نہ کرو۔ لیکن اگر واقعی کسی وجہ سے تم اس میں شریک نہ ہو سکتی ہو۔ تو یہ ضروری امر ہے۔ کہ تم نہایت خوبصورتی اور معقولیت سے انکار کرو۔ یہ انکار کبھی مشتبہ الفاظ میں نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ صاف صاف لفظوں میں ہو۔ یعنی اگر جانا ہو۔ تو لکھو۔ کہ انشاءاللہ ضرور آؤں گی۔ تاکہ میزبان بہن تمہارا انتظار کریں۔ اور تمہارے لئے کھانے پینے کا سامان تیار کریں۔ اور اگر تم جانے کا وعدہ کر چکی ہو۔ اور بعد میں کوئی ضروری امر ایسا پیش آ گیا۔ کہ تم شریک نہیں ہو سکتیں۔ تو فوراً نہایت افسوس کے ساتھ صاحبِ خانہ کو اطلاع دو۔ کہ وہ تمہارا انتظار نہ کریں یہ نہیں۔ کہ خاموش ہو کر بیٹھ رہو۔ اور میزبان کو انتظار میں رکھو۔

Taj Tahir Foundation

**بچوں وغیرہ کو لے کر جانا**

اگر میزبان بہن نے تمہارے ساتھ تمہارے بچوں اور اَور عزیزوں کو بھی بلایا ہو تو تم کو یہ واجب نہیں۔ کہ تم خواہ مخواہ سب خاندان کا خاندان سمیٹ کر لے جاؤ۔ بعض بہنیں تو یہاں تک اندھیر کرتی ہیں۔ کہ ضیافتوں میں بن بلائے بہت سی بہنوں اور نوکروں چاکروں کو ساتھ لے جاتی ہیں۔ اور میزبان بہن پر ان کا بوجھ ڈال دیتی ہیں + یہ نہایت شرم اور بے غیرتی کی بات ہے۔ جن جن بہنوں کو میزبان بہن بلاویں۔ ان کی نسبت یہ سوچ لو۔ کہ اگر ان بہن کو ہم ساتھ نہ لے جاویں گے۔ تو میزبان بہن خوش ہوں گی۔ یا ناخوش۔ اگر میزبان بہن کی ناخوشی کا خیال نہ ہو۔ تو سب کو لے جاؤ۔ ورنہ نہیں۔ جن بہنوں کو ہمراہ لے جاؤ۔ ان کی نسبت سوچ سمجھ لو۔ کہ ان کو بات چیت کرنے اور تمیزداری سے اُٹھنے بیٹھنے۔ کھانے پینے کا خاطر خواہ سلیقہ ہے۔ یا نہیں +

اگر وہ ہر طرح تمیزدار ہوں۔ تو خوشی سے لے جاؤ۔ ورنہ بے تمیز بہنوں کو لے جا کر خواہ مخواہ اپنی اور اُن کی ہنسی نہ اُڑواؤ + ننھے بچوں کا انتظام اگر گھر پر ہو سکتا ہو۔ تو اُن کو ساتھ مت لے جاؤ۔ کیونکہ بچے اپنے گھر سے باہر جا کر دق ہو جاتے۔ اور بات بات پر ضد کرتے اور سب کو ستاتے ہیں۔ سمجھدار بچوں کو ساتھ لے جانے میں مضائقہ نہیں +

مجلسوں اور محفلوں میں یا مذہبی جلسوں میں تو خوردسال بچوں کو ہرگز بھی ساتھ نہیں لے جانا چاہئے۔ کیونکہ ایسی جگہ آدمیوں کا بہت ہجوم ہوتا ہے۔ اور وہ ہجوم سے گھبرا جاتے ہیں۔ اور روتے چلاتے ہیں۔ اور شور وغل کے باعث جلسوں اور محفلوں کی رونق بالکل مکدر ہو جاتی ہے +
اگر جلسہ یورپین لیڈیوں کا ہو تو وہ بچوں کے شور وغل اور چیخ پکار سے بہت

ہی گھبراتی اور نفرت کرتی ہیں۔ گو مُنہ پر کچھ نہیں کہتیں۔ مگر دل میں ہم لوگوں پر بیسیوں نام دھرتی اور ہنستی ہیں۔ ہم لوگ آپس ہی میں اس بات میں بدنام ہیں۔ کہ ہم محفل و مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ ہم کو کچھ سُننے سُنانے کے لئے خاموشی سے بیٹھنا نہیں آتا۔

مرد اگر مجلس میں سَو ہوں۔ تو بھی وہاں غُل نہ ہوگا۔ اور اگر عورتیں بیس بھی ہوں گی۔ تو وہ شور و غل ہوگا۔ کہ کان پڑی آواز نہ سُنائی دے گی۔ بچّے رو رہے ہوں گے۔ مائیں غصّے میں آن آن کر اُن کو پیٹ رہی ہونگی اگر یہ نہ ہوگا۔ تو کہیں چار عورتوں میں لڑائی جھگڑے پر ہی چیخ پکار ہو رہی ہوگی۔ اگر مجلس حسینی ہوئی تو مرثیے پڑھنے والی بہتیرا سر پیٹے گی۔ کہ خاموش ہو۔ مگر یہاں کون سنتا ہے۔ یہاں تو ٹکے سیر کھریاں بکتی ہیں اس قسم کی بے تمیزیوں سے میزبان بہن کا دل بہت جلتا ہے۔ کیونکہ اُن کی مجلس یا محفل شور و غل کے باعث بہت ہی بے لطف ہو جاتی ہے۔

اگر بچوں کو گھر پر چھوڑنے کا کوئی سامان نہ ہو سکتا ہو۔ تو ہزار درجہ بہتر ہے کہ تم کسی ایسے جلسے یا محفل میں جس میں بچّوں کے باعث کچھ خرابی پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔ شریک ہی نہ ہو۔

جن بہن کے متعلق میزبان بہن کی طرف سے کوئی بُلاوا نہ آئے۔ اُن کو اپنے ہمراہ ہرگز نہ لے جاؤ۔ اور جن جن کی نسبت بلاوا آئے۔ اور تم ان میں سے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جا سکو۔ تو اُن کے نہ آنے کی اطلاع اپنے جانے سے پہلے ہی کر دو۔ اور ٹھیک ٹھیک یہ بتا دو۔ کہ تمہارے ساتھ کی بہنیں بھی آسکیں گی۔ یا نہیں۔

# مقررہ وقت پر جانا

ہم ہندوستانیوں میں جہاں اور باتوں میں وقت کی پابندی نہیں وہاں ایک یہ بات بھی ہے کہ میزبان کے ہاں کبھی وقت مقررہ پر نہیں پہنچتے۔ یہ اس لئے نہیں کہ کسی خاص وجہ کے پیش آجانے کے باعث وقت پر پہنچنے میں دیر ہو جاتی ہے۔ بلکہ عادتاً اس کی کوئی پروا ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ یہ معلوم ہے کہ کسی بہن نے دن کے ایک بجے ملاقات کے لئے بلایا ہے جب کھانے پکانے وغیرہ سے فراغت پائی۔ تو اوّل ذری سی دیر آرام کیا۔ اور جب آدھ گھنٹہ آرام کئے کو بھی گزر گیا۔ تو پھر اٹھیں۔ اور ذرا پان کھائے۔ پھر صندوق کھولا۔ اس میں مطلب کا کپڑا نہ نکلا۔ تو دھوبی کے ہاں آدمی دوڑایا۔ وہاں سے بھی جواب آیا۔ تو جلدی جلدی نیا کپڑا جو آدھا آدھا بن سلا رکھا ہے۔ سینے بیٹھ گئیں۔ اسے پورا کیا۔ دوسرا کپڑا دیکھا۔ دل پسند نہ آیا۔ تو کسی اور دوپٹے پر لچکا لگایا۔ بیل ٹانکنے لگیں۔ کوئی اور بی بی گھر میں ہوئیں۔ تو ان کو بھی شامل کر لیا۔ کہ بوا ذری تم بھی ہاتھ لگواؤ۔ کہ جلدی جلدی تیار ہو جائے۔ دوپٹے کو چھوڑا قمیص کو دیکھا۔ بٹن ٹوٹا ہوا پایا۔ تو اسے ٹانکا۔ پاجامے میں کمر بند ڈالا۔ جوتی موجود نہ ہوئی تو بازار آدمی دوڑایا۔ غرض اسی قسم کے ساز و سامان میں ایک بجے کی بجائے تین بج گئے۔ اور تین بجے سوار ہو کر میزبان کے ہاں پہنچیں۔

دو ڈھائی گھنٹے انتظار کے بعد میزبان بہن مایوس بھی ہو چکی تھیں۔ اور ان کو کپڑے لتے جو مہمان کے آنے کی خاطر پہنے تھے۔ بدلے اور اپنے کام کاج میں مصروف ہو گئیں۔

استنے ہی میں کہاروں نے دروازے پر آواز دی۔ کہ جی سواری آئی ہے۔ اس آواز کے سنتے ہی گھر والیوں میں کھلبلی سی پڑ گئی۔ اور دوبارہ تیاریاں کرنے کو کوئی کسی طرف کوئی کسی طرف دوڑنے لگیں۔ اور آخر کار وہی خرابی پڑی۔ جو بے اطلاع کئے جانے میں پڑتی ہے۔ جس کا پیچھے ذکر آچکا ہے۔

ہم لوگوں میں چونکہ کم و بیش سب ہی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اس لئے چنداں اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ مگر یوربین بہنیں جو ایک لمحہ کو ایک اشرفی کی طرح قیمتی جانتی ہیں۔ وہ اس بے تہذیبی کے آنے سے سخت رنجیدہ ہوتی ہیں۔ وہ خود بھی ہمیشہ وقت پر جانا اور دوسروں کا بھی وقت پر آنا پسند کرتی ہیں۔ اور ان کی پابندی اس قسم کی ہوتی ہے۔ کہ پانچ منٹ بھی آگے پیچھے نہیں ہونے پاتے۔ گھنٹوں کے وقفہ پڑنے کا تو کیا مذکور ہے۔

ہر شخص کے لئے آسانی اور سہولت اسی میں ہے۔ کہ وہ وقت مقررہ پر جائے۔ اور وقت پر واپس آئے۔ وقت کی پابندی ہر جگہ کے جلسے میں کرنی چاہئے۔ لیکن یوربین بہنوں سے ملنا ہو۔ تو اس کی پابندی اور بھی زیادہ سختی سے کرو۔

# جسمانی صفائی

بہت سی بہنیں اپنے لباس کی صفائی کی طرف تو توجہ کرتی ہیں۔ مگر اپنی جسمانی صفائی کا کچھ خیال نہیں۔ گردن یا کان میلے ہوں۔ تو میلے ہی رہتے ہیں۔ سر کے بال چکنے ہوں۔ تو چکنے ہی رہتے ہیں۔ پنجاب میں

Taj Tahir Foundation

اکثر بہنیں اپنا سر دہی سے دھوتی ہیں۔ اور پھر سر میں گھی چپڑ لیتی ہیں۔ جس سے اکثر اُن کے سر میں سے سخت بدبو آتی رہتی ہے۔ اور جب وہ کہیں پاس بھی آن کھڑی ہوتی ہیں۔ تو دوسری بہنوں کا وہاں ٹھہرنا دشوار ہو جاتا ہے +

غسل کرنا

لباس بدلنے سے پہلے غسل ضرور کرو۔ اور غسل میں ہمیشہ انگریزی صابن استعمال کرو + کوئی خوشبودار صابن ہو۔ تو اچھا ہے + غسل کے وقت کانوں کو اندر باہر سے خوب صاف کرو + گردن بھی خوب ملو سر کو صابون یا چنبیلی کی کھلی اور کسی ایسی چیز سے خوب صاف کرو۔ کہ سر میں ذرا بھی بدبو باقی نہ رہے۔ دانتوں کو منجن سے صاف کرو۔ کان پر کسی قسم کا میل نہ رہے +

ناخن اگر ذرا بھی بڑے ہوں۔ تو ان کو تراش کر درست کرو + کسی قسم کا میل وغیرہ ان میں نہ رہنے پائے۔ ورنہ دیکھنے والے نفرت کریں گے +

سر میں کسی ہلکی خوشبو کا تیل لگاؤ + خاص کر ایسی صورت میں جب کہ کسی یورپین لیڈی سے ملنا ہو۔ تو زیادہ خوشبودار تیل ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ بال اچھی طرح گندھوالو +

آنکھوں میں کسی قسم کا میل کچیل نہ رہے۔ آنکھوں کے کویوں کو کسی ملائم کپڑے کے رومال سے صاف کر لو + اگر ہندوستانی محفل میں جاؤ تو حسب رواج سرمہ لگاؤ۔ پان کھاؤ + مگر یورپین لوگوں میں سرمہ لگا کر پان کھا کر جانا بہتر نہیں۔ بعض بہنیں اپنے جسم پر بہت سا عطر بھی لگا لیتی ہیں۔ ہم ہندوستانیوں کو عطر کی خوشبو بہت پسند آتی ہے۔

مگر یورپین بہنوں کو تو اس کی تیز خوشبو بہت ہی ناگوار ہوتی ہے۔ ان لوگوں کے پاس تیز خوشبو کی کوئی چیز لگا کر نہیں جانا چاہئے۔ وہ لوگ عطر کی بجائے لونڈر وغیرہ کی ہلکی ہلکی خوشبوئیں پسند کرتی ہیں + وہ بھی تھوڑا سا اپنے رومال میں لگاتی ہیں۔ سارے لباس کو اس میں بھی نہیں مہکاتیں٭

جس قسم کی صفائی اپنے لئے کرو۔ اسی طرح بچوں کی بھی صفائی کرو۔ یہ نہ ہو۔ کہ آپ تو خوب صاف ستھری ہو کر جاؤ اور بچے اسی طرح میلے کچیلے رہیں +

# لباس و آرائش

بات چیت کرنے سے پہلے اگر انسان کی حیثیت اور رتبے کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ تو لباس ہی سے ہوتا ہے۔ گھر میں خواہ کیسا ہی لباس پہنا اوڑھا جائے۔ مگر کسی کے ہاں آنے جانے کے لئے ضرور ہے کہ اچھا لباس ہو۔ مگر یہ اچھا دستور نہیں۔ کہ اپنی حیثیت سے بڑھ جائے کیونکہ ایسا لباس دوسروں کی نظروں میں اور اُلٹا سبک بناتا۔ اور چھچھورا ٹھیراتا ہے + ہر سگھڑ بیوی کے پاس کہیں آنے جانے کے لئے چند کپڑے اپنی حیثیت کے موافق رہنے چاہئیں +

**اپنا قومی لباس ہی بہتر ہے**

لباس ہمیشہ وہی پہننا چاہئے۔ جو اپنا خاندانی لباس ہو۔ کسی دوسری قوم کی نقل کر کے اس کا لباس پہننا اپنے آپ کو بہروپ بنانا ہے + آج کل زیادہ زور و شور ہم لوگوں کے لباس میں انگریزیت کا ہے۔ معمولی قسم کی کوئی چیز مثلاً لیس، فرلیں وغیرہ

Taj Tahir Foundation

اپنے کپڑوں میں لگا لینی ایسی معیوب نہیں۔ جیسا کہ تمام کا تمام لباس دوسری قوم کا پہننا معیوب ہے۔ جو بہنیں یورپین لیڈیوں سے ملنے کی غرض سے انگریزی لباس پہننا چاہتی ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ ہماری یورپین بہنیں ہمیں ہمارے ہی لباس میں دیکھ کر زیادہ خوش ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ اگر اپنی ہندوستانی بہنوں میں بھی انگریزی لباس پہن کر جائیں۔ تو وہ بھی منہ پر نہیں۔ تو پیٹھ پیچھے بہتیری پھبتیاں اڑاتی ہیں کہیں مس صاحبہ کہتی ہیں۔ اور کہیں میم صاحب بناتی ہیں۔ اس لئے کسی حال میں ہمیں اپنا قومی اور خاندانی لباس نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اور اگر اس میں کسی اصلاح کی ضرورت ہو۔ تو صرف اس قدر کافی ہے۔ کہ جس سے تھوڑی سی خوشنمائی بڑھ جائے۔ اور زیادہ تر عزت اور پردے کا لباس پہنا جائے + کیا ہمارے لئے یہ شرم کی بات نہیں ہے۔ کہ ہم میں نہ تو میموں جیسی علمی قابلیت۔ نہ اُن جیسا سلیقہ۔ نہ اُن جیسی تہذیب۔ اور نہ لباا وقات اُن جیسی صورت ہی ہوتی ہے۔ اور لباس ان کا سا ہو۔

لباس میں تین باتوں کا خیال رکھو + اوّل لباس تمہاری حیثیت کے مطابق ہو + دوم موسم کے مناسب ہو۔ یعنی اگر گرمی ہو تو گرمی کے مناسب حال۔ اور اگر سردی ہو۔ تو سردی کے مناسب حال لباس ہو + بعض بیبیاں سردی میں خوشنمائی اور خود نمائی کے شوق میں جالی کے کرتے دوپٹے پہن اوڑھ جاتی ہیں۔ جو بہت نامناسب سمجھے جاتے ہیں + سوم لباس پورے پردے کا ہو جس سے پردہ داری اور حیاداری کی حفاظت اور شریعت کی پابندی ہو۔ ان سب باتوں کے ساتھ لباس صاف ستھرا ہو اس

پر کہیں داغ دھبہ نہ ہو کہیں سے پھٹا ٹوٹا نہ ہو۔

**شادی غمی کا لباس مناسب حال**

ان جملہ امور کے علاوہ یہ بھی نہایت ضروری امر ہے کہ لباس موقع و تقریب کے مناسب حال ہو، شادی وغیرہ خوشی کے موقعوں کا لباس قیمتی ریشمیں۔ گوٹے۔ ٹھپہ یا سلمہ ستارہ وغیرہ سے سجایا ہوا اور خوشنما بنایا ہوا ہو۔ مجلس عزا یا ہو ور از حال کہیں عیادت یا پرسہ کو جانا ہو۔ تو لباس بہت سادہ پہن کر جانا چاہیئے۔ یہ لباس زرق برق نہ ہو۔ اور نہ ہی اس میں گوٹہ کناری وغیرہ لگا ہو۔ ایسے موقعوں پر بہت سی بہنیں بے سوچے سمجھے اپنی خوب آراستگی اور بناؤ سنگار کر کے جاتی ہیں۔ یہ سنگار ان کی اور اور بیبیوں کی نظروں میں خواہ بھلا ہی معلوم ہوتا ہو۔ مگر صاحب خانہ کو بہت ناگوار گزرتا ہے۔

لباس کی سادگی سے ہمارا یہ مطلب بھی نہیں۔ کہ خواہ مخواہ چیتھڑے لگا کر یا میلا لباس پہن کر جائیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ صاف ستھرا لباس ہونا چاہیئے۔ مگر اس میں کوئی غیر معمولی خوشنمائی نہیں ہونی چاہیئے۔

**واسکٹ**

اگر واسکٹ کے پہننے میں کوئی خوشنمائی نہ سمجھی جائے۔ تو وہ ستر پوشی کا اچھا ذریعہ ہے۔ کیونکہ اگر کرتہ مہین ہو۔ تو واسکٹ کے ذریعے جسم چھپا رہتا ہے۔ اور اس کے پہننے میں ایک یہ فائدہ بھی ہے۔ کہ اس کی جیب میں وقت دیکھنے کی گھڑی اور ضرورت کے لئے کچھ روپے پیسے اور رومال اور لکھی پڑھی بہنوں کے لئے کاغذ پنسل وغیرہ چیزیں بآسانی رہ سکتی ہیں۔ میری دانست میں ان چیزوں کے بغیر کبھی گھر سے قدم نہیں نکالنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے اور ان کے نہ ہونے کے باعث سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اگر پیسے

پاس ہوں۔ اور کوئی غریب سوال کرے۔ یا کسی اَور جگہ مثلاً ڈولی کے کہاروں کے لئے کچھ دینا پڑ جائے۔ تو کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا نہیں پڑتا +

پُرانے زمانے کا فیشن۔ کہ بٹوے میں پیسے رکھ کر بٹوا کمربند میں باندھا جاتا تھا۔ آج کل نہایت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور بالکل متروک ہے +

پنسل کاغذ ہونے سے بھی بہت آرام ملتا ہے۔ اگر کوئی بات کسی سے کہنی ہو۔ اور یہ منظور ہو۔ کہ اَور کوئی اسے نہ سُنے۔ یا کوئی بات ملازمہ کے ذریعہ کہلوانی ہو۔ اور ملازمہ بخوبی یاد نہ رکھ سکتی یا سمجھ نہ سکتی ہو۔ تو ایسی بات کاغذ کے پرزے پر لکھ کر دے سکتے ہیں +

اسی طرح رومال پاس ہو۔ اور ہاتھ یا مُنہ یا ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ تو آسانی سے وہ ضرورت رفع ہو سکتی ہے + رومال کو ہمیشہ جیب کے اندر رکھنا چاہیئے۔ نمائش کے طور پر اس کا کوئی سرا باہر نکالے رکھنا پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا +

جن بہن کو وقت کی پابندی کا خیال ہو۔ وہ واسکٹ کی جیب میں گھڑی رکھ سکتی ہیں +

موزے پاؤں کی ستر پوشی کے لئے ضرور پہننا چاہئیں۔ اور موزے پہنے بغیر کبھی گھر سے نہیں نکلنا چاہیئے۔ خاص کر۔ یورپین سوسائٹی میں تو بغیر موزے کے جانا تقریباً ایسی ہی بدتہذیبی کی بات سمجھی جاتی ہے جیسے ہم لوگوں میں ننگے پاؤں پھرنا +

**جوتی**

جوتی کس قسم کی ہو۔ یہ اپنی مرضی پر موقوف ہے۔ لیکن جب کبھی سیر کو باغ یا عجائب گھر وغیرہ میں جاؤ۔ تو جوتی ضرور انگریزی استعمال

کرو۔ کیونکہ بعض جگھوں میں دیسی جوتی پہن کر جانے کی اجازت نہیں ہوتی ایک وقعہ کا ذکر ہے۔ کہ میں دہلی میں لال قلعہ دیکھنے گئی + میرے ہمراہ ایک اور بہن بھی گئیں + ان کے پاؤں میں دیسی جوتی تھی۔ جو ان کو مجبوراً اُتارنی پڑی۔ قلعے کا فرش اسی وقت سے دھو کر گئے تھے۔ اور وہ تمام بھیگا ہُوا تھا۔ جوتی اُتارتے ہی ریشمیں موزوں کا ستیاناس ہو گیا ننگے پاؤں چلنا پڑا سو جدا + عجائب گھر میں بھی عموماً دیسی جوتا اُتار کر جانے کا حکم ہے + ایسے موقع پر گرگابی پہننا ہی بہتر ہے +

زیور

زیور ہم ہندوستانی عورتوں کی زینت سمجھا جاتا ہے۔ اس کا استعمال بھی اپنی حیثیت کے موجب کرنا چاہئیے۔ ہندوستانی محفلوں میں جس قدر زیور مناسب ہو پہن کر جاؤ۔ لیکن اگر کسی یورپین بہن سے ملنے کو جاؤ۔ تو گونانی کی طرح لد کر مت جاؤ۔ گو وہ تمہارے بہت سے زیور سے تمہارے رسم و رواج کا خیال کر کے تم سے ناخوش نہ ہوں گی۔ مگر تمہارا تماشا ضرور بنالیں گی + بس مناسب ہے۔ کہ تھوڑا تھوڑا سا معمولی زیور پہن کر جاؤ جس میں سے ہاتھ گلے۔ اور کان کا مختصر زیور نہ یادہ موزوں ہو گا +

ماتم یا مجلس عزا میں ہرگز زیور پہن کر جانا نہیں چاہئیے + اگر رسم نہ ہو۔ تو یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ جو زیور پہنے ہو۔ اُسے اُتار جاؤ۔ لیکن اگر بہت سا زیور پہنا ہُوا ہو۔ تو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کر دو۔ تو اچھی بات ہے +

سفر میں یا سیر وغیرہ کے لئے اگر گھر سے نکلو۔ تو پاؤں میں باجے دار یا بے باجے کا کوئی زیور پہن کر نہ نکلو۔ کیونکہ چلنے سے اکثر پاؤں کھل جاتا ہے۔ اور اس پر غیر مردوں کی نظر پڑتی ہے۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے۔ کہ تمہاری

آرائش و زیبائش کو غیر مرد دیکھیں اور اس کے زیور کی جھنکار سنیں +

**برقع** لباس وغیرہ کے علاوہ تمہیں اپنے برقع کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ برقع ہم لوگوں کے پردے کا ایک بڑا ضروری لباس ہے۔ اور اس کے بغیر ہم پردہ نشین عورتیں چند قدم بھی گھر سے باہر نہیں اٹھا سکتیں بعض بیبیاں برقع کی طرف سے بہت ہی لاپرواہ دیکھی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے گھر بھر میں چاہے بیسیوں مکلّف جوڑے لباس کے موجود ہوں گے اگر برقع ڈھونڈو تو ایک بھی نہ ملے گا۔ جب کہیں جانے کی ضرورت ہوئی۔ چادر اوڑھی اور چل دیں۔ یا ڈولی میں بیٹھ گئیں۔ اور جو بعض بہنیں برقع بنا لیتی ہیں۔ تو پھر اس کے دھلوانے کی قسم کھا لیتی ہیں + برقع کا رنگ اور مٹی کا رنگ ایک سا ہو جاتا ہے۔ اور ان کو اپنے صاف ستھرے لباس پر میلا برقع پہنتے ذرا گھن نہیں آتی +

برقع کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھنا چاہیئے۔ اور خاص کر جب کسی یورپین بہن سے ملنے جاؤ۔ تو ہمیشہ صاف برقع اوڑھ کر جاؤ۔ کیونکہ وہ لوگ برقع کو عجیب چیز جان کر خود بھی غور سے دیکھتی ہیں۔ اور اپنی اور بہنوں کو بھی دکھاتی ہیں۔ ایسی حالت میں اگر برقع میلا ہوگا۔ تو ان کے دل میں تمہاری طرف سے کیسا برا خیال جم جائے گا +

جب کبھی چند قدم پر بھی باہر جانا ہو۔ تو ہمیشہ برقع ساتھ لے کر جاؤ بلکہ جہاں امید یہ ہو۔ کہ برقع کی ضرورت نہ ہوگی۔ وہاں بھی برقع کو احتیاطاً ساتھ رکھو۔ کیونکہ بعض وقت اس کی سخت ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ اور موجود نہ ہونے کے باعث بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے +

**بچوں کا لباس** اپنے لباس کی طرح بچوں کے لباس کو بھی صاف ستھرا رکھنا

جاہئے + بعض مائیں آپ تو خود بن سنور کر جاتی ہیں۔ مگر بچوں کو معمولی سی حالت میں لے جاتی ہیں۔ اور عذر یہ ہوتا ہے۔ کہ بچے لباس کو خراب کر دیتے ہیں۔ مگر یہ عذر درست نہیں۔ تم بچے کی خبرگیراں ہو۔ اس کا لباس صاف رکھنا یا اوروں سے صاف رکھوانا تمہارا ذمہ ہے + بچہ نادان ہے۔ وہ لباس کی صفائی کو نہیں سمجھ سکتا + بڑوں کی بہ نسبت چھوٹے بچے اچھا کپڑا اللہ پہنے قمقمے سے بنے ہوئے بہت ہی پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کو ایسا بھاری لباس بھی نہیں پہنانا چاہئے۔ جو ان کا نازک جسم برداشت نہ کرسکے +

**ملازمہ کا لباس** اپنی اور اپنے بچے کی صفائی کا تو پھر بھی تھوڑا بہت خیال ہر ایک بہن کو ہوتا ہے۔ مگر ملازمہ کے لباس کی صفائی ستھرائی کی طرف سے اچھی اچھی امیر بہنیں بھی غافل دلے پرشاد دیکھی گئی ہیں۔ گویا نوکریں میلے ہی رہنے کے لئے ہوتی ہیں + بعض بہنیں تو اس بات کا خیال نہیں کرتیں + مگر اکثر بہنیں جو صفائی پسند ہوتی ہیں۔ اور خاص کر یوربین بہنوں کو میلی نوکر دیکھ کر بہت ہی گھن آتی ہے۔ اور نوکر کا میلا رکھنا بھی مہمان بہن کی بے تمیزی میں داخل سمجھا جاتا ہے +

اپنے ہمراہ اگر کسی ملازمہ کے لے جانے کی ضرورت ہو۔ تو اس کو ضرور صاف ستھرا لباس پہنا کر لے جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ اگر تم دو تین سو کا جوڑا پہن کر جاؤ گی۔ اور تمہاری ملازمہ میلی کچیلی ہوگی۔ تو تمہاری صفائی ستھرائی پر بالکل پانی پھر جائے گا +

# میزبان کے ہاں جانا

جب اپنی کنگھی چوٹی لباس وغیرہ سے ہر طرح درست ہو چکو۔ تو پھر اپنی سواری منگواؤ۔ مگر یہ مکر روانگی کے وقت سے پہلے ہی کرنی چاہئے۔ اتنا پہلے کہ عین وقت پر کوئی ہرج واقع نہ ہو۔ اور تم ٹھیک وقت مقررہ پر میزبان کے ہاں پہنچ سکو۔

**سواری** سواری بھی اپنی حیثیت کے بموجب ہونی چاہئے۔ اگر گھوڑا گاڑی میں جانا ہو۔ اور وہ کرائے کی منگائی ہو۔ تو نوکر کو تاکید کرو۔ کہ وہ ایسی گاڑی لائے۔ جس کا رنگ و روغن درست ہو۔ خصوصاً یہ بات بخوبی دیکھ لی جائے۔ کہ اس کے آئینے ثابت ہوں۔ اور سب درست طور پر چڑھ سکتے ہوں۔ بعضے نوکران باتوں کو نہیں دیکھتے۔ اور جب ٹوٹے آئینے نکلتے ہیں۔ یا وہ چڑھ نہیں سکتے۔ تو واپس کرنی پڑتی ہے۔ اور دوسری گاڑی منگانے تک بہت دیر ہو جاتی ہے۔

اگر یکہ میں جانا ہو۔ تو نوکر کو یہ دیکھ لینا ضروری ہے۔ کہ اس کا پردہ پھٹا ٹوٹا نہ ہو۔ اکثر اوقات یکہ والے مردوں کو سوار کرنے کی وجہ سے پردہ اکھٹا کر کے چھتری پر باندھ دیتے ہیں۔ اور نوکر کھلوا کر یا پوچھ کر اس بات کا اطمینان نہیں کر لیتے۔ کہ پردہ ثابت ہے۔ ایسی صورتوں میں سخت ہرج واقع ہوتا ہے۔ پس اس باب میں نوکروں کو جو عموماً زیادہ ہوشیار اور عاقبت اندیش نہیں ہوتے۔ خود تاکید و ہدایت مناسب کر دینی چاہئے غرض جو سواری ہو۔ وہ درست حالت میں ہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ جب وہ سواری گھر پر آ پہنچے۔ تو ناپسند کر کے واپس کی جائے۔ اور دوبارہ منگانے

کا وقت باقی نہ رہے +

بعض دفعہ گاڑی آجاتی ہے۔ اور سوار ہونے میں دیر ہو جاتی ہے اور اس کا کرایہ چڑھتا رہتا ہے۔ چونکہ ہم لوگوں میں یہ دستور مقرر ہو چکا ہے کہ موت میں جانے کے سوا اور سب تقریبوں پر جانے کا کرایہ میزبان ہی کے ذمے ہوتا ہے۔ اس لئے مہمان کی گاڑی کا کرایہ میزبان ہی کو دینا پڑتا ہے۔ اور گاڑی دیر سے آئی ہو تو اس کا کرایہ بہت زیادہ دینا پڑ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ چاہئے۔ کہ جس قدر دیر تمہارے سوار ہونے میں لگے۔ اتنی دیر کا کرایہ تم پہلے ہی خود ادا کر دو۔ اور اپنی غلطی کا جرمانہ میزبان سے نہ بھرواؤ +

جب سوار ہو تو یہ احتیاط رکھو۔ کہ اپنے ساتھ ایک ملازمہ ضرور رکھو تاکہ راستے میں اگر کوئی ضرورت کسی سے بات کرنے کی پیش آئے۔ تو دقت نہ ہو۔ ورنہ تم کو خود کہاروں اور کوچوانوں سے باتیں کرنی پڑیں گی + جب سواری میزبان کے دروازے پر پہنچے۔ تو ملازمہ کے ہاتھ اندر اطلاع دو + اگر کسی یورپین لیڈی کے ہاں جانا ہو۔ تو اپنے نام کا ٹکٹ اندر بھیج دو۔ اور اطلاع کر کے اس بات کی منتظر رہو۔ کہ کوئی تمہیں اندر سے لینے یا بلانے آئے + اگر تم بے اطلاع کئے اندر چلی جاؤ گی۔ تو ممکن ہے اندر پردہ نہ ہو۔ اور تمہارا کسی غیر مرد سے سامنا ہو جائے +

دستور ہے۔ کہ جب کوئی بہن کسی کے ہاں جاتی ہیں۔ تو میزبان بہن اُن کی پیشوائی کو خود دروازے تک آتی ہیں۔ لیکن جب خدانخواستہ میزبان بہن کے ہاں کوئی سخت واقعہ ہو چکا ہو۔ اور تم پرسے کو جاؤ۔ تو ایسی صورت میں وہ تم کو اُتارنے کے لئے نہیں آئیں گی۔ تمہیں خود ہی

اپنی ملازمہ کے ذریعے سے پردے کا اطمینان کروا کر اندر چلے جانا ہوگا۔ دوسری صورت میں جب میزبان تمہیں اُتروانے کو آئیں۔ اور پہلے تمہاری اُن سے ملاقات نہ ہو۔ تو تم منتظر رہو۔ کہ وہ خود تم سے گلے ملیں کیونکہ میزبان کو مہمان سے اچھا محبتانہ سلوک کرنا چاہیئے۔ اگر وہ گلے ملیں۔ تو تم بھی خوشی سے گلے ملو۔ اگر وہ انگریزی وضع کی پابند ہوں۔ یا خود کوئی یوروپین بہن ہی ہوں۔ تو تم منتظر رہو۔ کہ پہلے وہ ہاتھ بڑھائیں۔ جب وہ ہاتھ بڑھائیں۔ تب تم بھی ان سے ہاتھ ملاؤ۔ اس کے بعد جہاں بہن تمہیں بٹھائیں۔ وہاں بیٹھ جاؤ۔

ہندوستانی طریقے کے بموجب تمہیں پائدان پر جوتیاں اُتار دینی چاہئیں۔ یوروپین بہنوں کے ہاں یا یوروپین طریق رکھنے والی بہنوں کے ہاں جوتا اُتارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا مکان ہو۔ جہاں جوتیاں اُتارنی نہ پڑیں گی۔ تو پہلے سے اس بات کا خیال رکھو۔ کہ تمہاری جوتی نہایت صاف ہو۔ نہ کہ جو جو قدم فرش پر رکھو۔ وہ کھوج سے دینے کی مُہر فرش پر لگاتا جائے۔

اگر تم کسی بہن کے ہاں کسی مجلس یا تقریب میں شامل ہونے کے لئے بلائی گئی ہو۔ تو اس بات کی ضرور احتیاط رکھو۔ کہ تقریب کی بھیڑ بھاڑ میں تمہاری جوتی نہ کھوئی جائے۔ اس لئے تم یا تو اپنا جوڑا اپنی ملازمہ کے سپرد کر جاؤ۔ یا میزبان بہن کو خاص طور پر علیحدہ رکھوانے کے لئے کہہ دو۔

اپنی نوکر کو کسی مناسب جگہ پر بٹھا دو۔ بعض بے تمیز نوکریں بیبیوں کے برابر چڑھ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ یہ عادت میزبان کو بہت بری معلوم ہوتی

ہے۔ نوکریوں کو اس بیہودگی سے پہلے ہی متنبہ کر رکھو +

جب آرام سے اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ تو پھر موقع مناسب کے مطابق بات چیت شروع کرو۔ یعنی اگر کسی خوشی کی خبر سن کر مبارکباد کو آئی ہو تو اس کا ذکر کرو۔ اور مبارکباد دو۔ اگر خدانخواستہ کسی غمی کی خبر سن کر آئی ہو۔ تو اس کا رنج و افسوس ظاہر کرو +

ملاقات میں فضول دیر

ہم لوگوں میں ایک اور بہت بری عادت یہ ہے کہ جب کسی کے ہاں جاتے ہیں۔ تو خواہ مخواہ ان کے سر ہو جاتے ہیں۔ خواہ کوئی کام کی بات ہو یا نہ ہو۔ مگر خواہ مخواہ دیر تک بیٹھنا ممکن ہے کہ ہم نکمے ہوں۔ مگر کیا عجب ہے۔ کہ میزبان بہن کا وقت نہایت عزیز ہو۔ اور ان کو تمہارا اس قدر بیٹھنا ناگوار گزرتا ہو۔ خاص کر کے یورپین بہنوں کا تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ وہ تھوڑی ہی دیر کی ملاقات پسند کرتی ہیں۔ اور جب کوئی بہت دیر تک گھیرے بیٹھا رہتا ہے۔ تو لاچار وہ خود ہی کہہ دیتی ہیں۔ کہ اچھا سلام اب جاؤ + میں نے بعض بہنوں کو اس بارے میں اس درجہ بے تمیز دیکھا ہے۔ کہ جب وہ لفٹننٹ گورنر کی لیڈی صاحبہ کے جلسے میں گئیں۔ تو وہاں بھی وقت مقررہ سے بہت دیر بعد تک ٹھہری رہیں۔ اور آخر بعض سمجھدار لیڈیوں نے خود کہہ کہہ کر انہیں رخصت ہونے کی صلاح دی +

اگر کوئی ضروری کام درپیش نہ ہو۔ اور صرف مبارکباد کو یا پرسے وغیرہ کی ملاقات کو جانا ہو۔ تو اس کے لئے اول تو چند منٹ۔ ورنہ ایک گھنٹہ کافی ہے۔ خواہ مخواہ بیٹھ کر اپنا اور پرایا وقت ضائع کرنا اچھا نہیں ہے +

# طریق گفتگو

جب کسی کے ہاں جاؤ۔ تو بات چیت کے طریق کا بہت خیال رکھو نہ تو اس قدر باتیں کرو۔ کہ دوسرے کا سر چاٹ کر جاؤ۔ اور نہ اس قدر خاموش رہو۔ کہ دوسرے کو کریہہ کر بات پوچھنے کی تکلیف دو۔

گفتگو کرنے میں جو باتیں زیادہ قابلِ اعتراض ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ بعض عورتیں آنکھ یا ہاتھ مٹکا مٹکا کر باتیں کرتی ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ ناپسندیدہ یہ عادت ہے۔ کہ عموماً اپنے جیسی کی بات کرتے یا سنتے وقت وہ اپنی کلمے کی انگلی کبھی ہونٹ پر۔ کبھی ناک پر اور کبھی گلے پر رکھ لیتی ہیں۔ بات چیت کرنے میں اس قسم کی حرکتیں۔ یا طرح طرح کے منہ اور شکلیں بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمیزداری سے بات چیت کرنی کافی ہے۔ البتہ اگر کسی خاص بات میں اظہار تاکید کے لئے یا وضاحت کی غرض سے ہاتھ سے اس کی نقل اتارنے کی ضرورت ہو تو اس میں چنداں مضائقہ نہیں۔

بعض بیبیوں میں ایک یہ بُری عادت بھی ہوتی ہے کہ وہ جو بات کرتی ہیں گالی دے کر کرتی ہیں۔ اور اس قسم کی گالیاں ان کے لئے ہنسی کھیل سمجھی جاتی ہیں۔ مگر مہذب بیبیاں ان بیہودہ باتوں سے بہت بُرا مانتی ہیں۔ اور ان کے پاس بیٹھنے سے گھبرا جاتی ہیں اور ان کو گنوار جاننے لگتی ہیں۔

بعض غصیاری بیبیاں میزبان کے ہاں جا کر اپنی ملازمہ کی کسی بے وقوفی پر ناخوش ہو کر غصے میں آ کے آسے خوب گالیاں دیتی اور صلواتیں

سُناتی ہیں۔ جس سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ نوکر پر اپنا دباؤ دکھائیں۔ یہی حال کبھی کبھی بچوں کا کرتی ہیں۔ کہ اگر بچے کسی بات پر ضد کر بیٹھیں۔ تو بلا تکلف دُھوا دھوں کوٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ بچے روتے چلاتے اور شور وغل مچاتے ہیں۔ کان پڑی آواز نہیں سُنائی دیتی۔ میزبان بہن کا دل ان چھچھوری باتوں سے نہایت ناخوش ہوتا ہے۔ بھاری بھرکم پن کی یہ بات ہے۔ کہ تم ادب و تمیز سے بیٹھو۔ تمیزداری سے باتیں کرو۔ بچوں یا نوکروں سے کوئی قصور بھی ہو جائے۔ تو میزبان کے خیال سے ضرور چشم پوشی کرو۔ یہ نہیں۔ کہ چلا چلا کر گھر سر پر اُٹھا لو۔ اگر تنبیہ کرنے کی ایسی جلدی ہو۔ تو میزبان سے آنکھ بچا کر مناسب طریق یا اشارات سے تنبیہ کرو۔

میزبان بی بی یا اور مہمان بہنوں کے روبرو کسی کی غیبت کرنا شیخی بگھارنا۔ خوشامد کرنا۔ بات بات پر اپنے سچے ہونے کے ثبوت پر قسمیں پر قسمیں کھانا۔ ایسی باتیں ہیں کہ ہم لوگوں میں بھی بہت بُری سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن یورپین بہنوں کے سامنے تو جب کوئی ہندوستانی لیڈی اس قسم کی گفتگو کرے۔ تو وہ اس بی بی کو بہت ہی کمینہ جانتی ہیں۔ اور ان کے دل میں اس کی کچھ عزت نہیں رہتی۔ ایسی باتوں سے ہمیشہ پرہیز رکھنا چاہئے +

اگر میزبان بہن کسی اور کی نسبت تم سے کچھ رائے لیں۔ تو تم کو لازم ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس انسان کی اچھی عادتوں کو ظاہر کرو۔ اور بری عادتوں پر پردہ ڈالو۔ یہ نہیں کہ اُس کی خوبیوں کو چھپاؤ۔ اور برائیوں کو جتاؤ۔ اگر تم اس کی نسبت اچھی رائے نہیں رکھتیں۔ تو سب سے بہتر یہ ہے کہ تم اچھی بری کچھ رائے بھی ظاہر نہ کرو۔ اور یہ کہہ دو۔ کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔

**محفل یا مجلس میں ناز یبا حرکتیں**

ایک مثل ہے۔ کہ "اپنا گھر چاہے گندگی سے بھر۔ مگر بیگانے گھر تھوکنے سے ڈر"۔ یہ مثل بالکل سچ ہے۔ اپنے گھر میں انسان چاہے کیسا ہی بے تکلف کیوں نہ رہے۔ لیکن دوسرے گھر میں اسے چھوٹی سی چھوٹی بات کا بھی خیال کرنا پڑتا ہے۔ اور جو بیبیاں ان باتوں کا خیال نہیں کرتیں۔ وہ بہت پھوڑ اور بے تمیز سمجھی جاتی ہیں۔ اس لئے گھر سے نکل کر جاتے ہی اپنی حرکات و سکنات میں بہت ہی احتیاط کی جائے تاکہ بعد کو کسی قسم کا اعتراض پیش نہ آئے۔ بعض عادتیں سخت قابل اعتراض سمجھی جاتی ہیں۔ اور نفرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں جن میں زیادہ تر قابل بیان یہ چند عادتیں ہیں:۔

۱۔ ڈکاریں لینا +
۲۔ جمائیاں لینا +
۳۔ انگڑائیاں لینا +
۴۔ انگلیاں چٹخانا +
۵۔ انگلیوں سے ناک کریدتے رہنا +
۶۔ آنکھوں کا چیپڑ چھڑانا +
۷۔ پان کھا کر پیک تھوکنا +
۸۔ پیشانی وغیرہ اعضا کو ملتے رہنا +

یہ آٹھوں حرکتیں نہایت بے تہذیبی کی نشانی ہیں۔ اگرچہ ان میں سے چار پہلی باتیں ہندوستانیوں میں چنداں معیوب نہیں سمجھی جاتیں مگر یورپین لیڈیوں کو اور اعلیٰ درجے کے مہذب دیسی آدمیوں کو بھی یہ حرکات نہایت ناگوار گزرتی ہیں۔ لیکن ہماری سوسائٹی کی بیبیاں ہیں کہ خوب میٹھی میٹھی دل کھول کر بلا تکلف ڈکاریں لیتی ہیں۔ اور کہتی جاتی ہیں۔ کہ ریح آ گئی۔ بعض بار بار پھاٹک سا منہ کھول کھول کر جمائیاں لیتی ہیں + اور بعض انگڑائیاں لے لے کر اور دوسروں پر بھی اپنی سستی اور نحوست پھیلاتی ہیں + پان کھانے والیاں تو اپنے پھوہڑ پن کو انتہا تک پہنچا دیتی ہیں۔ دم پر دم اگالدان میں پیک کی پچکاریاں لگاتی ہیں۔ یہ

سب باتیں نہایت نفرت انگیز ہیں۔ اگر مجبوراً ان حرکات میں سے کسی بات کی ضرورت پیش آ جائے۔ تو اس طرح اس کو رفع کرو۔ کہ کسی کی تم پر نگاہ نہ پڑے۔ مثلاً پیک تھوکنی ہو۔ تو اُگالدان پر منہ جھکا کر آہستہ سے تھوکو۔ اور پھر رومال سے منہ صاف کر لو۔ ناک آنکھ بھی رومال سے صاف کرنا چاہیئے۔ جمائی اوّل تو لو ہی نہیں۔ کہ پرلے درجہ کی کاہلی اور سستی کی نشانی ہے۔ لیکن اگر کسی وقت لو بھی تو منہ پر رومال رکھ لو۔ تا کہ بھاڑ سا کُھلا ہوا منہ اور بیبیاں نہ دیکھیں۔ جب چھینک آئے تب بھی منہ پر رومال رکھ لو۔ اور منہ پھیر کر چھینکو۔ کھنکھارنا ہو۔ تو آہستہ سے کھنکھار کر اور منہ پھیر کر اُگالدان میں اس طرح تھوکو۔ کہ تھوکنے کی آواز دوسرے کے کان میں نہ جائے۔

بعض گندگی پسند بہنیں گھر سے باہر نکل کر بھی ایسی ہی ناپاک حرکتیں کرتی رہتی ہیں۔ جیسی اپنے گھر کیا کرتی ہیں۔ مثلاً بچے کو پاخانہ پیشاب کروانا ہو۔ تو اس بات کا خیال نہیں کرتیں۔ کہ کسی مناسب جگہ پر اُسے پاخانہ پیشاب کروائیں۔ بلکہ یہاں تک کرتی ہیں۔ کہ اگر کمرے میں فرش نہ بچھا ہو۔ تو اسی جگہ پاخانہ پیشاب کرا دیتی ہیں۔ اور اگر وہاں جگہ نہ ہوئی تو صحن میں کسی جگہ بچے کو بٹھا دیا۔ صاحب خانہ بہن کو اس قسم کی گندگی بہت بری معلوم ہوتی ہے۔ مگر لحاظ ملاحظہ کے خیال سے وہ منہ پر کچھ نہیں کہہ سکتی۔ مگر پیٹھ پیچھے بہتیرے نام دھرتی ہے۔

**بچوں کو سودے منگا منگا کر کھلانا**

بعض بیبیاں بیاہ شادی وغیرہ کی تقریبوں میں جا کر بہت ہی ندیدہ پن ظاہر کرتی ہیں۔ اور بچوں کے بہانے سے سودے پر سودے منگا کر کھلاتی جاتی ہیں۔ اور بس نہیں کرتیں۔ گویا وہی ایک دن ان کے کھانے کا ہوتا ہے۔ دیکھنے والی بیبیاں بھی ان کے اس ہتوکے پر تعجب کرتی اور نام دھرتی ہیں۔

Taj Tahir Foundation

جب کوئی نیا سامنے آتا ہے۔ تو رومالوں میں باندھ باندھ کر نوکروں کے ہاتھ اپنے گھر پہنچوا دیتی ہیں۔ اور رکابی پر رکابی صاحب خانہ سے مانگے جاتی ہیں۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ تم نے ڈھیروں کھانا اپنے گھر کیوں بھیج دیا۔ تو سب کی سب کھانے سے ہاتھ اُٹھا لڑائی جھگڑے کو اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ اور طرح طرح کی دھمکیاں دیتی ہیں۔ لاچار بیچاری صاحب خانہ سہہ لیتی ہیں۔ اور نام نہیں لیتیں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ برادری بگڑ جائے۔ خیال کی جگہ ہے۔ کہ یہ کیسی کمینی اور ذلیل حرکتیں ہیں اور دیکھنے سننے والوں کی نظروں میں کس درجے کی سبکی پیدا کرنے والی۔ لوگ اپنے دل میں کیا کہتے ہوں گے۔ کہ ان کو کبھی کھانے پینے کو نہیں جڑا۔ جو یہ بیگانے گھر میں چوری کر کے کھانے گھر بھیج رہی ہیں۔

ایسی بیہودہ حرکت سے ہمیشہ بچا جائے۔ جو کچھ میزبان کی طرف سے تمہارے سامنے آئے۔ اُسے ادب تمیز سے بیٹھ کر کھاؤ۔ تمہیں یہ حق نہیں کہ تم اپنا بچا ہوا کھانا اپنے نوکر کو دے دو۔ میزبان خود ہی تمہارے نوکر کا خیال رکھیں گی۔

کھانے پینے کے آداب کی پوری تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔ یہاں صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ تمہیں اور تمہارے بچوں کو اس طرح کھانا کھانا چاہئے جس سے کسی طرح تمہارا ندیدہ پن ظاہر نہ ہو۔

ان باتوں کے علاوہ چند اَور حرکات بھی ہیں۔ جو اس قدر سخت قابلِ اعتراض تو نہیں۔ مگر پھر بھی بے تہذیبی اور بے تمیزی کی علامت ہیں۔ اور یورپین لیڈیوں میں ایسی حرکات سے ضرور پرہیز کرنا چاہئے۔ ان حرکات سے مراد ہے کرسی پر بیٹھ کر اُسے آگے پیچھے سرکانا یا ہلانا۔ یا کرسی پر دونوں پاؤں اُٹھا کر بیٹھ جانا یا بیٹھنے میں ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھ لینا۔

Taj Tahir Foundation

ہم لوگ علم کی بے بہا دولت اور دنیا کے اچھے دستورات سے بالکل بے خبر ہیں۔ اوہا نپی میں ملاقات وغیرہ میں اوروں کی غیبتیں اور بدیاں کر کے ملاقات کا وقت گزارنا جانتی ہیں۔ اس قسم کی ملاقاتوں سے بجائے فائدے کے الٹا نقصان پہنچتا ہے۔ اور یہی باعث ہے۔ کہ بعض مرد عورتوں کا میل جول پسند نہیں کرتے

# یورپین بہنوں سے ملاقات

ہندوستانی بہنیں جب ایک دوسری سے ملتی ہیں۔ تو معمولی صاحب سلامت کے بعد۔ وہ عموماً تیرے میرے گھر کے جھگڑے قصے لے بیٹھتی ہیں کسی کی چغلیاں کھاتیں۔ کسی کی غیبت کر کے دوسری بہن کے دل میں ناحق اس کی طرف سے بدیاں برائیاں بٹھاتیں۔ جب ان باتوں سے فراغت پائی۔ تو پھر اس قسم کے سوال کئے۔ کہ بہن تمہارے میاں کا عہدہ کیا ہے۔ کیا تنخواہ ملتی ہے؟ رہنے کا مکان اپنا ہے۔ یا کرائے کا؟ اپنا ہے تو کتنے کو لیا تھا۔ کرایہ کا ہے۔ تو کیا کرایہ دیا کرتی ہو؟ یہ زیور تم نے کہاں سے بنوایا ہے کتنے میں بنوایا؟ یہ دوپٹہ تم نے کہاں سے منگوایا؟ اس کے مصالح پر کیا خرچ آیا؟

اس قسم کے سوالات ہم لوگوں میں بھی جن میں تہذیب و شائستگی نے کچھ ترقی نہیں کی۔ بہت برے سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن اگر اس قسم کے سوالات یورپین بہنوں سے کئے جائیں۔ تو وہ اس قسم کے سوالات سے بہت ہی برا مانتی ہیں۔ ان لوگوں میں زندگی کے ہر کام کو بجا لانے کا ایک خاص طریقہ مقرر ہے۔ اور ہر شخص کو اس مقررہ طریقہ کی پابندی کرنی پڑتی ہے ماں

کے ہاں اس قسم کے سوالات نہایت ہی گنوارپن میں داخل ہیں۔ اور سچ پوچھو تو اس قسم کے سوالات کرنا در حقیقت نہایت نامناسب بات ہے۔ ہر بہن جب کسی سے ملنے آتی ہے۔ تو وہ لباس زیور وغیرہ سے درست ہو کر آتی ہے۔ مگر بعض بعض بہنوں کی اصلی حیثیت ایسی اعلیٰ نہیں ہوتی جو ان کی وضع ظاہری سے ظاہر ہوتی ہے۔ پس وہ ایسے سوالات پر اپنی حیثیت ظاہر کرتے ہوئے ضرور شرماتی ہیں۔ اس لئے ایسے سوالات سے بجز ایسی حالتوں کے کہ آپس میں ہمیشہ کے میل جول سے بہت بے تکلفی ہو گئی ہو۔ احتراز ہی کرنا چاہئے۔

**ہاتھ ملانا** یورپین لیڈیوں کے ساتھ ملنے میں یہ بات بھی قابل اعتراض خیال کی جاتی ہے۔ کہ جب تک کوئی یورپین لیڈی ہاتھ ملانے کے لئے اپنا ہاتھ نہ بڑھائے۔ تو دوسری اس باب میں خود بخود پیش قدمی کرے۔ میں نے ایک جلسے میں دیکھا۔ کہ ایک ہندوستانی بہن یہ دیکھ کے کہ فلاں لیڈی نے بعض بعض بہنوں سے ہاتھ ملایا ہے۔ اور مجھ سے نہیں ملایا۔ جلدی سے آگے بڑھیں۔ اور خود بخود ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس حرکت پر سب بہنوں نے ان کی بہت ہنسی اڑائی اور یورپین لیڈیز کے حلقے میں بھی ان کے گنوارپن کا بہت بڑا چرچا ہوا ہوگا۔ بعض لیڈیاں ایسی حرکت کرنے والی بی بی سے ناخوش ہو کر اپنا ہاتھ کھینچ لیتی ہیں۔ اور مصافحہ نہیں کرتیں۔ پس ہماری بہنوں کو چاہیے۔ کہ یورپین لیڈیز سے ملنے کے وقت ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا ضرور خیال رکھا کریں۔ ایسا کرنے سے وہ شریف معزز سمجھی جائیں گی اور وہ بھی ان کے ساتھ شرافت و عزت کا برتاؤ کریں گی۔ اور اس کے خلاف کرنے سے وہ غیر مہذب شمار ہوں گی۔ ان پر اور ان کی سب قوم پر پھبتیاں

اُڑائی جائیں گی ۔

# چائے۔ پان میوہ وغیرہ

ہر بہن اپنی حیثیت کے موافق مہمان کی کچھ نہ کچھ خاطر تواضع ضرور کرتی ہیں۔ خاطر تواضع میں عموماً یہ چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔ چاء۔ پان پھل یا مٹھائی وغیرہ۔ ان چیزوں کو خوش سلیقگی کے ساتھ کھانا پینا تمیزداری میں داخل ہے۔ بہت سی بہنیں ان چیزوں کو ایسی بھدی طرح کھاتی پیتی ہیں۔ کہ تمیزدار بہنیں ان پر ہنستی ہیں۔

**چاء** چاء پینے میں بعض بہنیں بہت بے تمیزیاں کرتی ہیں۔ مثلاً کوئی بہن چمچے سے چاء پیتی ہیں۔ کوئی جلدی ٹھنڈی کرنے کے لئے پرچ میں اُنڈیل کر پیتی ہیں۔ کوئی ایک سانس میں سب پیالی کی پیالی چڑھا جاتی ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ انگریزی دستور کے بموجب چمچہ صرف میٹھا ملانے کے لئے ہوتا ہے۔ اور پرچ پیالی رکھنے کے لئے۔ جب چاء پیو۔ تو پرچ میں سے پیالی کو اُٹھا کر دو تین گھونٹ پی لو۔ پھر پیالی کو پرچ میں رکھ دو۔ یہ نہیں کہ پرچ سمیت پیالی کو منہ سے لگا لو۔ ایسا کرنے سے بعض دفعہ پیالی اوندھ جاتی ہے۔ اگر چاء زیادہ گرم ہو۔ تو تھوڑی دیر توقف کے بعد پینی شروع کرو۔ اور پینے کے وقت سڑ سڑ کرنے کی آواز نہ نکالو۔

چاء پینے کا یہ دستور ہے۔ کہ دو چار گھونٹ چائے کے پی لئے۔ نا یہ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کرکے ندیدوں کی طرح اس پر گر پڑیں۔ اور پیالی ختم کرکے الحمد للہ کہہ ڈکار لی۔

پھلوں میں اگر کوئی چیز گٹھلی دار ہو۔ جیسے بیر۔ انار۔ جامن وغیرہ تو

اس پھل کی گٹھلیاں منہ سے نکال کر اس طرح علیحدہ ڈالو۔ کہ اس پر دوسرے کی نگاہ پڑے۔ تو اس کا جی برا نہ ہو۔ اگر کوئی چیز چھری سے کاٹ کر کھانے کی ہو۔ تو اسے اس صفائی سے کاٹو۔ کہ ہاتھ نہ لبڑنے پائیں۔ اگر کوئی ایسے بکھیڑے کی چیز ہو جس کا کاٹنا اور کھانا مشکل ہو۔ تو اسے کھانے کی کوشش ہی نہ کرو۔ کیونکہ یہ ضرور نہیں ہے۔ کہ جس قدر چیزیں تمہارے سامنے آئی ہیں۔ ان سب کو تم بھگتا کر ہی جاؤ +

پان | پان ہمیشہ تمیزداری کے ساتھ کھاؤ۔ اتنا بڑا پان کھانا۔ کہ اس سے گال ٹھس جائے۔ اور ایک طرف کو گنبد کی طرح ابھرا ہؤا بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے بات کرنے میں بھی آواز بھدی نکلتی ہے +

اگر تم کو کھانے کی عادت نہیں ہے۔ تو پان لیتے وقت پوچھ لو۔ کہ اس میں تمباکو یا زردہ تو نہیں ہے +

جب کچھ کھانے پینے کے لئے پان سے منہ خالی کرو۔ تو ایک طرف کو اگالدان میں پان تھوک کر کلی کرو۔ اور منہ رومال سے پونچھ لو +

# میزبان کی خوشنودی

مہمان داری میں مہمان کے حقوق پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ واقعی مہمان کے حقوق اتنے ہیں۔ کہ ان پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔ مگر مہمان کو میزبان کی خوشنودی کا خیال رکھنا بھی لازم اور ضروری ہے۔ اگر میزبان کے ہاں کی کوئی چیز یا میزبان بہن کی کوئی حرکت تم کو ناگوار گزرے۔ تو تم کو کبھی نام نہیں دھرنا چاہیئے۔ بلکہ ہر ایک چیز میں تمہیں ان کی خوشی خاطر کا خیال رکھنا لازم ہے + جب وہ کوئی چیز تمہیں شوق سے دکھانا چاہیں۔ تو

اسے پوری توجہ اور بڑی خوشی سے دیکھو۔ یہاں تک کہ اگر وہ چیز تمہاری پہلی دیکھی ہوئی ہو تو بھی اس وقت اُسے خوشی اور اچنبھے کی نظر سے دیکھنا مناسب ہے۔ یہ نہیں۔ کہ بے پروائی سے جھٹ یہ جواب دے دو۔ کہ یہ ہماری کئی دفعہ کی دیکھی ہوئی ہے۔ ایسا کہنے سے میزبان بہن کا دل مرجھا جاتا ہے۔ اور وہ بے چاری چپ سی ہو جاتی ہیں۔ ان دیکھی اور نایاب چیز کی تعریف کرو تو وہ بھی حد مناسب تک۔ یہ نہیں۔ کہ بالکل جھوٹی خوشامد کے درجے کو پہنچ جائے۔

میزبان کے ہاں کی کوئی چیز کتاب خط یا اور جو کچھ ہو۔ بغیر میزبان کی اجازت کے ہرگز نہ اٹھاؤ۔ اگر کسی چیز کے دیکھنے کو تمہارا جی چاہے۔ تو تم مناسب الفاظ میں میزبان پر اپنی خواہش ظاہر کرو۔ اگر وہ تمہیں دکھانا چاہیں تو شوق سے دیکھو لیکن اگر وہ کسی وجہ سے دکھاتے ہوئے ذرا بھی ہچکچائیں تو پھر اس کے دیکھنے پر ہرگز اصرار نہ کرو۔

**کھانے پینے میں تکلف** ہم لوگوں میں مہمان حد سے زیادہ تکلف پسند کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر ان کے سامنے کوئی کھانے پینے کی چیز رکھی جائے۔ تو جب تک میزبان خود نہ کھائے۔ تب تک مہمان کو چاہے کتنا ہی کہا جائے وہ ہاتھ نہیں لگاتیں۔ لیکن یورپین بہنوں میں یہ دستور بالکل نہیں ہے۔ ان کے سامنے جب کوئی چیز رکھی جاتی ہے۔ اور ان کو کھانے کو کہا جاتا ہے۔ تو وہ شوق سے اٹھا لیتی ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ اگر زیادہ مہمان بہنیں ہوں تو ایک مہمان دوسری مہمان بہن کی طرح خاطر کرنے لگتی ہیں۔ مثلاً کسی بہن نے چاء کی پیالی بنا کر ایک بہن کو دی۔ دوسری نے بسکٹ اٹھا کر پیش کئے۔ غرض وہ خود مہمان ہو کر دوسری مہمان بہنوں سے اس طرح کا برتاؤ کرتی ہیں۔ جس طرح خود میزبان کو اُن کے

ہمراہ کرنا چاہیئے تھا۔

اگر تمہاری میزبان بہن کسی وجہ سے چائے وغیرہ میں تمہارے ساتھ شریک نہ ہوں۔ تو تمہیں اس بات پر ہرگز اصرار نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ بھی ضرور پئیں۔ نہ ان کے نہ پینے کی وجہ زیادہ اصرار سے پوچھنی ضرور ہے۔ البتہ معمولی طور پر اتنا کہہ دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ کہ آپ چائے نہیں پیتیں؟

ہم لوگوں میں عموماً میزبان کو مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ وہ خواہ مہمان کے ہمراہ کھانے پینے میں ضرور شریک ہو۔ اور اگر وہ شریک نہ ہو۔ تو مہمان بہن بہت بُرا مانتی ہیں۔ یہ قابل اعتراض دستور بالکل ترک کئے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ علالت مزاج یا پرہیز یا موافق نہ آنے یا بے وقت ہونے یا کسی اور وجہ سے میزبان بہن کو کسی خاص چیز کے کھانے پینے میں کچھ عذر ہو۔ مگر اس نے تمہاری خوشی کے لئے یہ سب چیزیں مہیا کی ہوں۔

یہ ہی طریقہ زبردستی اصرار نہ کرنے کا میزبان کو اپنے مہمان کے حق میں اختیار کرنا چاہیئے۔ جس کا ذکر ہم آیندہ کریں گے۔

# آداب محفل

جو نازیبا حرکتیں آپس کی معمولی ملاقاتوں میں معیوب سمجھی جاتی ہیں۔ بھری محفل میں ان کا اور بھی زیادہ خیال چاہیئے۔ معمولی ملاقات میں تو صرف ایک دو بہنوں کی خوشنودی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر بھری محفل میں سب بہنوں کی خوشنودی کا۔ اس لئے محفل میں زیادہ مودب اور زیادہ محتاط ہونا نہایت ضروری بات ہے۔

جب محفل میں فرش پر نشست ہو۔ اور چند اَور بیبیاں آجائیں۔ تو تم ذرا سمٹ

کہ بیٹھ جانے کی تکلیف گوارا کرو۔ اور ان بیبیوں کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔ کوئی معزز بی بی آئیں۔ اور تمہاری طرف خصوصیت سے دیکھیں۔ تو تم تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاؤ۔ یا اگر کھڑے ہونے کا موقع مناسب نہ ہو۔ تو بیٹھے بیٹھے ہی آداب بجالاؤ٭

اگر محفل میں تمہاری نظر اپنی اَور بہنوں اور ملاپ داروں پر پڑے۔ جو تم سے کچھ دور فاصلے پر بیٹھی ہوں۔ تو چلا چلا کر اُنہیں اپنی طرف متوجہ کرنا یا یہ اشارہ کرنا کہ وہ اس جگہ سے اُٹھ کر تمہارے پاس آجائیں بیہودہ حرکت ہے بہتر ہے۔ کہ بلحاظ موقع جہاں بیٹھنے کا اتفاق ہو جائے۔ وہاں ہی اپنی جگہ بیٹھی رہیں۔ اگر کسی بہن کی نظر تم پر پڑ جائے۔ تو تم دور سے بیٹھے ہی بیٹھے اشارہ کے ساتھ سلام کر لو۔ بلند آواز سے کچھ پوچھنا۔ یا بار بار اشاروں سے سمجھانے کی کوشش کرنا محفل مجلس کے تعظیم کے خلاف ہے٭

**مجلس میں خاموشی**

اگر وہ مجلس وعظ یا مولود خوانی۔ یا عزاداری کی مجلس ہو تو ایسی مجلسوں کا اَور بھی ادب کرنا چاہیئے۔ اور جو کچھ پڑھا جاتا ہو۔ کامل خاموشی اختیار کر کے پوری توجہ اس کے سننے کی طرف لگانی چاہیئے۔ ایسے وقت میں باہم بات چیت کرنا آداب مجلس کے خلاف ہونے کے علاوہ حاضرین مجلس کو نہایت ناگوار گزرتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ جو کچھ پڑھا جا رہا ہو۔ وہ تمہیں پسند نہ ہو۔ یا تمہارا دل اس میں نہ لگتا ہو۔ لیکن تب بھی اَور بہنوں کی خاطر اور مجلس کے آداب سے تمہیں لازم ہے۔ کہ خاموش منہ پر مُہر سکوت لگائے اختتام مجلس تک صبر سے بیٹھی رہو۔ اور کسی بہن کے ہمراہ کان میں بھی بات نہ کرو٭

**ملاپ داروں کی عزت**

جلسوں یا پارٹیوں میں جو خوش طبعی کے مجمعے ہوتے ہیں۔ اپنی میل ملاپ وار بہنوں سے ملو۔ تو عزت سے پیش آؤ۔ بعض معزز مستورات کا یہ بھی قاعدہ ہے۔ کہ وہ اپنی ان ملاپ دار بہنوں کے ساتھ جو رتبے

میں اُن سے کم سمجھی جاتی ہیں۔ اپنے گھر پر تو اچھی عزت سے پیش آتی ہیں + مگر باہر بہت سی عورتوں کے سامنے اُن کی وہ عزت نہیں کرتیں۔ بلکہ بعض اوقات اُن کو خفیف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے + ایسی باتوں سے دوسری بہن بھی جل جاتی ہیں۔ اور اُن کے مُنہ سے کچھ سخت و سُست نکل جاتا ہے + نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بھری مجلس میں بے لطفی ہو جاتی ہے + سہیلیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا بالکل تہذیب و شرافت کے خلاف ہے۔ اگر تم اپنی سہیلی کو بدنام کرو گی۔ تو تم خود بھی اس بات سے بدنام ہو گی۔ اس لئے کہ اگر تم اچھی اور سگھڑ تھیں تو تم نے بری عورت سے محبت کیوں کی؟ تمہیں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ باہر نکل کر اپنی سہیلیوں کی عزت گھر سے بھی زیادہ کرنی لازم ہے مگر اعتدال کے ساتھ نہ اس طرح کہ چھچھوروں کی طرح بار بار گلے سے لگاؤ۔ اور واری صدقے ہو ہو کر لوگوں کو یہ دکھاؤ۔ کہ میری ان کے ساتھ ایسی محبت ہے + بعض بیبیاں تو ایک دوسرے کی محبت و الفت کی داستان لے بیٹھتی ہیں۔ اور یہاں تک کہ اگر ان کے بدن پر کوئی کپڑا یا اور کوئی تحفہ سہیلی کا دیا ہوا موجود ہو تو وہ بھی دکھاتی ہیں۔ کہ دیکھو یہ چیزیں ہمیں اُنھوں نے دی ہیں۔ اور فلاں فلاں چیزیں ہم نے اُن کو دی ہیں۔ اس قسم کی باتوں سے لوگوں میں چھچھورپن ظاہر ہوتا ہے +

اس کے برعکس بعض امیر بہنیں کم رُتبہ بہنوں کے ساتھ محبت و اخلاص سے پیش آتی ہیں۔ تو اس پر کم رُتبہ بہنیں شیخی میں آجاتی ہیں۔ کہ دیکھو اتنی بڑی بی بی ہمارے ساتھ عزت سے پیش آتی ہے۔ پھر جب کہیں محفل یا مجلس میں ان بی بی کا سامنا ہوتا ہے۔ تو کم رُتبہ بہن اپنا رسوخ جتانے کے لئے زبردستی بھی ان کے گلے کا ہار ہوتی اور اپنا رسوخ جتاتی ہیں + یہ طریق عمل بھی بُرا ہے + ہمیشہ اس بات کا خیال رکھو۔ کہ اگر کوئی معزز بہن اپنے مکان پر تمہارے ساتھ عزت

محبت سے پیش آئے۔ اور پھر وہ محفل یا مجلس میں تم کو ملے۔ تو تم ان سے صرف معمولی صاحب سلامت کرو۔ زیادہ رسوخ ہرگز نہ جتاؤ۔ اگر وہ تم سے بات چیت کرنی چاہیں۔ تو تم بھی نہایت ادب کے ساتھ اُن کی باتوں کا جواب دو ورنہ خاموش رہو۔ ممکن ہے۔ کہ وہ بھی تم سے گھر پر ملنا ہی مناسب سمجھتی ہوں۔ لیکن گھر سے باہر نکل کر سب بیبیوں کے روبرو تم سے اس بے تکلفی سے زیادہ بات چیت کرنا کسی مصلحت خاص کی وجہ سے مناسب نہ سمجھتی ہوں اس صورت میں تمہاری اس حرکت سے ان کا دل ناخوش اور شرمندہ ہوگا۔

**عیب کی طرف اشارہ**

سب سے اخیر بات آداب محفل کے متعلق یہ کہنی ہے۔ کہ اگر محفل میں کوئی لنگڑی لولی یا اندھی یا کسی اور عیب کی بی بی آئیں۔ تو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھو۔ کہ ان کے سامنے ان کے سے عیب والی کسی اور بی بی کی نقلیں نہ کرو۔ ورنہ ان کی بہت دل شکنی ہوگی۔ بعض دفعہ ہندوستانی بہنیں آپس میں پنجابی رسومات اور پنجابی طور وطریق وغیرہ کو بُرا کہنے لگتی ہیں اور اُن کے پاس جو پنجابی بہن بیٹھی ہوتی ہیں۔ ان کو وہ بُرا لگتا ہے پس اس بات کا ہمیشہ خیال رکھو۔ کہ جو کچھ تم کر رہی ہو۔ وہ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہارے مہمان پر صادق آتا ہو۔ چاہے تم خود مہمان کو نہ کہو۔ مگر وہ بات ضرور اُس کو کھٹک جائے گی۔ اور اس سے اس کی دل شکنی ضرور ہوگی۔ محفل میں ہو یا مجلس میں یا خود اپنے مکان پر ہو۔ کسی صورت اپنے مہمانوں کی دل شکنی نہ کرو۔

# عیادت

مریض کی عیادت کو جانا نہایت نیک عادت اور داخل سنت نبوی ہے لیکن عیادت میں جا کر اپنی خاطر تواضع کی توقع رکھنا پرلے درجے کی بے وقوفی

Taj Tahir Foundation

ہے + بعض بیبیوں کا دستور ہے۔ کہ وہ مریض کی عیادت کو تو بڑے شوق سے جاتی ہیں۔ مگر جب وہاں جاکر یہ دیکھتی ہیں۔ کہ گھر والے اپنے گھر کے کاروبار میں مصروف ہیں۔ اور ہماری خاطر تواضع ان سے کچھ بھی نہیں ہوئی۔ تو پیٹھ پیچھے بُرائی کرتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ کہ لو ہم تو ان کی ہمدردی کو اپنے گھر سے چل کر آئے۔ اور یہ پل کی پل ہمارے پاس نہیں بیٹھتیں + عیادت کرنے والی بیبیوں کی یہ شکایت بے جا ہے۔ کیونکہ جب گھر میں کوئی بیمار ہوتا ہے۔ اُس گھر کے عزیز اس کی علالت کی وجہ سے نہایت حیران و پریشان ہوتے ہیں + بعض مریضوں کی حالت بیماری میں بہت ہی نازک ہوتی ہے۔ اور اس نازک حالت کی وجہ سے اس کے تیمار عزیزوں کے اَور بھی ہوش و حواس اُڑ جاتے ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں بھول جاتے ہیں۔ اس حالت میں ان پریشان حال مضطرب لوگوں سے یہ کب توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ مہمانوں کی خاطر داری میں مشغول ہوں۔ اور چاء یا پان وغیرہ سے خاطر تواضع کریں؟

**عیادت دو طرح کی**

بیمار کی عیادت کو جانا دو طرح کا ہے۔ ایک یہ کہ گئے۔ اور چند منٹ ٹھیرے۔ اور بیمار کی خیر صلاح دریافت کر کے گھر واپس آ گئے۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ عزیزداری یا زیادہ اتحاد کی وجہ سے زیادہ ہمدردی منظور ہو۔ ایسی صورت میں چاہیئے۔ کہ وہ چندے وہاں قیام کرے۔ اور بیمار کے تیمار داروں کا ہاتھ بٹائے + یعنی بیمار کی حتی المقدور خدمت کرے اور کھانے پینے وغیرہ سب حالات میں اپنے تئیں دوسرے عزیزوں کی شریک حال سمجھے۔ اور کبھی کسی حال میں اس بات کی منتظر نہ رہے۔ کہ اس کام کو مجھے خاص طور پر کہا گیا۔ یا نہیں۔ غرض اپنے عزیز و اقارب کے گھر کو بالکل اپنا گھر سمجھے۔ اور تکلّف کو بالکل پاس نہ آنے دے +

Taj Tahir Foundation

اگر یہ ممکن نہ ہو۔ کہ بیمار یا تیماردار کا کچھ ہاتھ بٹا سکو۔ تو پھر کوئی ضرورت نہیں۔ کہ بیمار کی مزاج پرسی کو جاؤ۔ بلکہ بہتر یہ ہے۔ کہ اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بیمار کی خیر سلا پچھوالی جائے۔ اگر زیادہ محبت و اخلاص کی جگہ ہو۔ تو زیادہ دفعہ آدمی بھیج کر پوچھا جائے۔ مثلاً شب بھر کا حال صبح کو پچھوالیا جائے۔ اور دن بھر کا شام کو۔ اگر اس سے بھی زیادہ تعلق خاطر ہو۔ تو خود جاؤ۔ لیکن بہت جلد رخصت ہو۔ اور اگر تیماردار تمہاری وجہ سے اپنا کام چھوڑ کر تمہاری طرف متوجہ ہونے لگیں۔ تو بہت اصرار سے ان کو روکو۔

**زچہ خانہ میں خاتون کا ہجوم**

بچہ پیدا ہونے کا وقت آتا ہے۔ اور عورت کو تکلیف شروع ہوتی ہے۔ تو ہندوستان کا دستور ہے۔ کہ جس جس بی بی سے راہ و رسم ہوتی ہے۔ گھر گھر ان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور بلایا جاتا ہے۔ چنانچہ سب بیبیاں فوراً ڈولی میں سوار ہو۔ یا برقع اوڑھ دھم سے آن کودتی ہیں ہر ایک بی بی کے ساتھ اُن کے بال بچے بھی ہوتے ہیں۔ مریضہ سخت تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے۔ اس کا دل نہیں چاہتا۔ کہ کوئی میرے کمرے میں اُونچی آواز سے بولے۔ وہ نہیں چاہتی۔ کہ اُس کی آواز جو تکلیف کی بے قراری میں بے اختیار اُس کے منہ سے نکل جاتی ہے۔ اُسے کوئی سُنے یا اس کی بے قراری دیکھے۔ وہ ہجوم مستورات سے بہت شرماتی ہے۔ لیکن اس کو رسم و رواج کی پابندی کے باعث چارو ناچار بے شرم بننا پڑتا ہے۔ مہمان عورتیں اور اُن کے بچے کھچے شور و غل کرتے ہیں۔ جو مریضہ کو بہت ناگوار اور تکلیف دہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مہمان میزبان سے اس امر کے متوقع رہتے ہیں۔ کہ وہ ہماری چائے پان وغیرہ سے خاطر داری کریں۔

Taj Tahir Foundation

اس خاطر داری میں اگر کوتاہی ہوتی ہے۔ تو ہر بی بی نام رکھتی ہے۔ اور بُرا مانتی ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت مریضہ کے گھر کی مستورات کا دھیان اگرچہ زیادہ تر اپنی مریضہ ہی میں ہوتا ہے۔ لیکن دنیا کی نام دھرائی کے ڈر سے اُسے چھوڑ چھاڑ کے وہ ان تندرست اور اچھی بھلی بیبیوں کی خاطر داری میں لگ جاتی ہیں۔ جو اس تقریب پر مہمان بن کر آتی ہیں۔ بچہ ہونے کے وقت شدت تکلیف کے باعث مریضہ کی زبان سے کچھ نہ کچھ بے معنی الفاظ نکل جاتے ہیں۔ مریضہ کے اچھے ہونے کے بعد پھر وہی مہمان مستورات ان الفاظ کو دُہرا دُہرا کر اس کی نقلیں کر کر کے اسے شرمندہ کرتی ہیں۔

**ہجوم سے ایک خاص خرابی کا اندیشہ ہے**

اس کے علاوہ اس موقع پر عورتوں کے ہجوم سے کبھی کبھی ایک اَور خرابی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بعض دفعہ بچہ ہونے میں معمول سے زیادہ دیر لگ جاتی ہے۔ یا کوئی اَور خرابی پڑ جاتی ہے۔ اس صورت میں جتنی عورتیں ہیں۔ اُتنی ہی وہ اپنی اپنی رائے علیٰحدہ علیٰحدہ ظاہر کرتی ہیں۔ جس کا کہنا نہ مانو وہی بگڑ جاتی ہے۔ اور اگر ہر ایک کے کہے پر عمل کیا جائے۔ تو مریضہ بے چاری کی شامت آ جاتی ہے۔ کیونکہ جتنے مُنہ اُتنی رائیں۔

مناسب یہ ہے۔ کہ بچہ پیدا ہونے کے وقت مہمانوں کی بھیڑ جمع کرنے کی بھدی رسم قطعی ترک کر دی جائے۔ اور اس کے ترک کرنے میں کسی بی بی کو بُرا نہیں ماننا چاہئے۔ اور نہ زچہ کے عزیزوں سے اس امر میں شکایت کرنی چاہئے۔ کہ اس وقت ہمیں کیوں نہیں بُلایا تھا۔ یہ دستور کچھ تعریف کے قابل نہیں ہے۔ زچہ کے پاس ایک دائی اور ایک یا دو اپنی ہوشیار رشتہ دار عورتوں کا موجود ہونا کافی ہے۔

فالتو عورتوں کا جو مریضہ کی بیماری اور تیمارداری کے متعلق کچھ بھی نہ جانتی ہوں۔ شامل ہونا محض فضول اور بارِ خاطر ہے۔ بہتر ہے۔ کہ وہ اپنے گھر ہی آرام کریں۔ البتہ اگر کوئی اپنا عزیز پاس موجود نہ ہو۔ تو جس ملنے جلنے والی بی بی کو مریضہ مددگاری کے لئے مناسب سمجھے اور جو اپنی محبت کی وجہ سے اس تکلیف کو دل کی خوشی سے گوارا کرے۔ وہ آجائے اور دیگر مستورات اس بات کا گلہ نہ کریں۔ اور شوق سے جمع ہونے کے لئے چھٹی یا عقیقہ کے دن کا انتظار کریں ٭

# ماتم داری

بے علمی اور نا سمجھی نے ہماری وہ حالت کی ہے۔ کہ خدا کی پناہ اُ دنیا کے اَور کاموں سے تو ہم گئے گزرے تھے ہی۔ مگر اب تو ہم میں اتنی لیاقت بھی نہیں رہی۔ کہ کسی بدنصیب کے گھر غمی ہو جائے۔ تو ہم معقول طرح پر سے کی رسم ادا کر سکیں ٭ میرے عزیزوں میں سے ایک بی بی کے ہاں کچھ عرصہ ہوا غمی ہو گئی تھی سالو۔ اس افسوس ناک تقریب میں مجھے شامل ہونے کا اتفاق ہوا تھا ٭ میں اس مجلس کو دیکھ کر حیران تھی۔ اگر مجھے پہلے سے اس ماتم کی خبر نہ ہوتی۔ تو میں کسی طرح یہ نہ جان سکتی۔ کہ آیا یہ مجلس غمی کی ہے۔ یا شادی کی ہے ٭ میرے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد جنازہ صحن میں لاکر رکھا گیا۔ گھر میں کہرام مچ رہا تھا ٭ ماتم زدہ عزیز اپنے بچھڑنے والے بے جان رفیق کو رخصت کرنے کے لئے پر حسرت نگاہوں سے آخری دیدار کر رہے تھے ٭ جنازہ اُٹھا۔ اور اُس کے ساتھ چھوٹے بڑے ہر ایک کے چیخ چیخ کر رونے کی قیامت تازہ زور شور سے اُٹھی ٭

گھر کی بیبیاں چیخیں مار مار کر رو رہی تھیں۔ جو خدا کی نیک بندیاں نہایت صابر اور ضابط تھیں۔ اُن کی اشک بار آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی تھمنے میں نہ آتی تھی۔ اس ماتم سرائے میں یوں حشر برپا تھا کہ اتنے میں پرسے والیوں کی ڈولیاں آنی شروع ہوئیں۔ ان بیبیوں کی پازیب کی جھنکار دہلیز سے اندر کے دالان اور کمروں تک پہنچی۔ ان کے گوٹے کناری کے کپڑے جگمگ کر رہے تھے۔ صحن میں ہاتھی فرش بچھا ہوا تھا۔ اور اس ہنگامے میں کوئی بیوی اس کی معمولی صفائی کی طرف بھی توجہ نہیں کر سکتی تھی۔ پرسے والی بیبیاں اس پر بیٹھتے ہوئے جھجکیں۔ مگر آخر دل سخت کر کے اپنے پُر تکلف قیمتی لباس کو بڑی احتیاط سے سمیٹ سماٹ کر بیٹھ گئیں۔

وہ بی بی بھی جو گھر کی مالک تھیں فرش پر جا بیٹھیں۔ جو بیبیاں پُرسے کو آتی تھیں۔ وہ ان کے گلے سے مل مل کر روتی تھیں۔ ہر ایک بی بی کو اپنی اپنی باری میں صرف ایک دفعہ رونا پڑتا تھا۔ مگر اس سوگوار گھر کی مالک کو ہر ایک کے ساتھ مل کر رونے سے ہر وقت ماتم بپا رکھنا پڑتا تھا۔ جس طرح دنیا میں اور ہر ایک بات کی حد ہے۔ اس رنج کی بھی آخر حد ہے۔ کون وقتوں سے وہ بی بی رونے لگی ہوں گی۔ روتے روتے گلا پڑ گیا۔ آنکھیں خشک ہو گئیں۔ عزیزوں کا رونا کچھ دکھاوے کا رونا نہیں ہوتا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اس غمزدہ بی بی کو اب دکھاوے کا رونا رونا پڑا۔ کیونکہ اگر وہ نئی آنے والی بیبیوں سے مل کر نہ روئے۔ تو وہ بہت برا مانتی ہیں۔ کہاں ہے اہمیں کیا ان سے کچھ بیر تھا۔ جو ہمارا عذر تک نہ لیا۔

بمشکل تمام رونے سے فراغت ہوئی۔ یا ابھی رونا جاری تھا۔ کہ اسی

حال میں۔ کہ آنکھوں سے آنسو جاری اور دل سے غم کا دھواں اُٹھ رہا تھا۔ وہ ماتم زدہ بی بی اُٹھیں۔ اور رسم و رواج کی مجبوری سے چھالیہ تول تول کر کسی کے ہاں سیر کسی کے ہاں آدھ سیر کترنے کو بھیجنے لگیں۔ کتھا پکوایا۔ چھنوایا۔ تمباکو صاف کرایا۔ اور کیونکر نہ کرتیں؟ ایسی باتیں نہیں سنی جاتیں۔ کہ اے نگوڑوں کو اور کیا جڑے گا۔ ایک پان کا پتہ اور تمباکو تو جڑا ہی نہیں۔ غرض پٹاری پا پٹارا کھول کر رکھا گیا۔ اور گھر کی چند بیبیوں کے سپرد یہ کام ہوا۔ کہ برابر۔ پان تمباکو سے خبرداری رکھیں۔ یہ بیبیاں آنکھوں سے روتی جاتی تھیں۔ اور ہاتھ سے پرسے کے مہمانوں کو گلوریاں دم بدم دیتی جاتی تھیں۔

سویم کا دن آیا۔ پھر پہلے دن کی طرح رونا پیٹنا اور چیخ چھاڑا شروع ہوا اس کے بعد سب نے اپنی آنکھیں پونچھیں۔ ناک صاف کی۔ پان تمباکو کھایا اور لگیں گھر کے قصے کہنے۔ اور میری تیری بُرائی کرنے۔ تھوڑی دیر میں کھانے کا وقت آیا۔ امیروں کو خدا نے دیا ہے۔ دل کھول کر دھوم دھام سے اللہ کے نام بھی دیا۔ اور برادری میں بھی سرخروئی حاصل کی۔

کیا ماتم داری کی یہ حالت نہایت افسوس اور شرم کے قابل نہیں؟ کیا یہ برادری کی بیبیوں کو مناسب ہے۔ کہ ماتم زدہ گھر میں گوٹے کناری اور ٹھپے کے کپڑے اور زیور گراں بہا سے آرائش کر کے جائیں؟ اور کیا مصیبت زدہ کے ساتھ یہ کسی قسم کی ہمدردی ہے۔ کہ صبح سے شام تک ہر ایک کے ساتھ گلے مل کر اُس کو رُلائیں؟

**بیان کر کر کے رونا** مرحوم کی یاد معمولی طور پر۔ اور بہت مختصر الفاظ میں کرنا چنداں مضائقہ نہیں رکھتا۔ لیکن ہر لحظہ اس کی خوبیاں یاد دلا دلا کے رنج کو تازہ کرنا ہرگز داخل ہمدردی نہیں۔ اگر ممکن ہو۔ اور خدا توفیق دے تو صبر کی تلقین

کرنی چاہیئے۔ یا ایسی باتیں جن سے دل کو کچھ تسلی ہو +
یقین کرنا چاہیئے۔ کہ ماتم داری میں ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے ماتم خانہ میں صرف چلانا ہی کافی ہوتا ہے۔ یہ خیال ہرگز دل میں نہیں لانا چاہیئے کہ جب تک ہم میں سے ایک ایک بہن گھر کی بی بی سے ہل ہل کرنہ رولیں گی۔ اس وقت تک ہمارا پرسا قبول نہ ہوگا + نہیں ہرگز نہیں + اس دردناک گھڑی کے وقت ہر بہن کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنی کسی بات یا اشارے سے صاحب ماتم کے دل کو رونے اور بے صبر و بے تاب ہونے کی طرف نہ ابھاریں بلکہ جو بہن سمجھتی ہوں۔ کہ میری موجودگی بچھڑے ہوئے عزیز کی یاد کو تازہ کر کے دل کو بے قرار کرے گی۔ وہ بہن اس وقت اس دل افگار ماتم زدہ بی بی سے علیحدہ رہیں + جو بہنیں آئیں۔ وہ حتی المقدور نہایت خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ بیٹھ جائیں + حتی المقدور باہم کوئی کلام یا گفتگو نہ کریں۔ اور سب سے

**تلاوت قرآن مجید کا ثواب پہنچانا**

بہتر یہ ہے۔ کہ جو بیبیاں پُرسے کو آئیں۔ وہ آتے ہی قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیں۔ ہر مسلمان کے گھر میں ایسے قرآن مجید کے تیسوں پارے الگ الگ ہوں۔ موجود رہنے چاہئیں + جو بیبیاں آتی جائیں۔ اگر ہو سکے تو اپنے ہاں سے ہی قرآن مجید لیتی آئیں۔ اور جتنا ہو سکے قرآن مجید پڑھ پڑھ کر میت کی روح کو اس کا ثواب بخشیں۔ اور اس کے گناہوں کی مغفرت اور پس ماندوں کے لئے صبر کی دعا کریں + ممکن ہو۔ تو قرآن مجید کی تلاوت چالیس روز تک جاری رہے۔ اور اس کا وقت صبح کے دو یا تین گھنٹے ہونا چاہیئے۔ جس بہن کو پُرسا دینا ہو۔ وہ کسی روز صبح کے وقت آئیں اور کوئی پارہ پڑھ کر اور تھوڑی دیر کے لئے صاحب خانہ کے پاس بیٹھ کر رخصت ہوں +

Taj Tahir Foundation

**پُرسے میں کب تک ٹھہریں**

پہلے روز جو بیبیاں ایسے وقت آن پہنچیں۔ کہ جنازہ ابھی نہ اُٹھا ہو۔ تو میری دانست میں انہیں وہاں اتنی دیر بیٹھنا چاہیئے کہ گھر کے آدمی قبرستان سے واپس آجائیں +

**پُرسے میں پان چھالیہ**

جتنی دیر پُرسے کے لئے بیٹھیں۔ اتنی دیر پان چھالیہ وغیرہ کسی قسم کی کوئی چیز کھانی مجھے تو نہایت بے محل معلوم ہوتی ہے +

**پُرسے کو کب جائیں**

پُرسے والوں کو یہ ضرور نہیں۔ کہ سب کے سب موت کے دن ہی جمع ہو کر آئیں۔ بلکہ اپنے اپنے تعلق اور عزیزداری کے بموجب کوئی پہلے دن۔ کوئی دوسرے دن۔ کوئی تیسرے دن آئے + اسی طرح ہر شخص سوا مہینے کے اندر کسی نہ کسی دن پُرسا دے آئے۔ بچھڑے عزیز کے لئے ہماری بڑی خدمت یہی ہے۔ کہ ہم اُس کے لئے کچھ پڑھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائے مغفرت کریں۔ بس زیادہ تر کوشش اسی میں ہونی چاہیئے +

اس کے بعد پس ماندوں کے ساتھ ہمدردی کرنی ہے۔ ہر بہن کو سوچنا چاہیئے۔ کہ یہی گھڑی ہم پر بھی آنے والی ہے۔ اور یہی صدمہ ہمارے سب عزیزوں پر پڑنے والا ہے۔ اگر آج ہم کسی کے درد کے شریک بنیں گے۔ تو وہ بھی کل ہمارے عزیزوں کے درد میں شریک ہوں گے۔ خدائے غفور و رحیم ہر خداپرست بہن بھائی کی یہ منزل آسان کرے + انا للہ و انا الیہ راجعون

**سوئم۔ چہلم وغیرہ کی دھوم دھام**

صدقہ خیرات بڑے ثواب کا کام ہے۔ مگر ان کو برادری کی تقریبوں کی طرح رسمیں ٹھیرا لینا۔ اور دھوم سے مقررہ دنوں پر سرانجام دینا شریعت کے خلاف اور غریب بہنوں کے لئے نہایت مضر ہے۔ امیروں کو خدا نے سب کچھ دیا ہے۔ وہ برادری میں سرخروئی

Taj Tahir Foundation

اور عزت حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن غریب بے چارہ کیا کرے۔ اللہ نے اس کو برادری کا برابر کا درجہ دیا ہے۔ لیکن افسوس مال و دولت میں برابری کا درجہ اُسے نہ ملا۔ وہ امیروں جیسے ٹھاٹ ور دھوم کا ماتم کہاں سے کرے؟ اپنے آپ کو بیچے یا کیا کرے؟ پر برادری کی بلا سے کچھ ہی ہو۔ مگر امیرانہ ٹھاٹ کی نقل کرنے میں وہ مجبور ہے۔ ورنہ برادری میں رہنا کیا ضرور؟

ہمارے ہاں جو ایک بڑی بی ہے۔ وہ ایک غریب سیدانی ہے۔ اس کا داماد ایک معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ اتفاقاً بیمار پڑا اور مر گیا۔ اوّل تو تھا ہی کیا۔ جو کچھ تھا بھی۔ وہ بیماری میں ہوا در من میں اٹھ گیا۔ سوم کا روز آیا۔ بیڈوں کی بڑی بھاری برادری تھی۔ آدمی جمع ہونے شروع ہوئے۔ تین سو آدمی جمع ہو گئے۔ مگر اس غریب کو تو وہی ہزار دو ہزار کے برابر تھے۔ کہتی تھی۔ کہ الٰہی بھری برادری میں آج تو ہی عزت رکھے گا۔ اگر ان مہمانوں کے کھانے کا انتظام نہ ہو سکا تو بڑی ہی سبکی ہوگی۔ گھر میں اس بیوہ کے سوا اور کون تھا۔ بے چاری عجیب کشمکش میں تھی۔ کہ اس مرحوم کو روئے یا اپنی بیوگی کی مصیبت کو یا ان زندوں کا پیٹ بھرنے کے لئے رزق کو روئے۔ معلوم نہیں کہاں کہاں سے قرض منگایا۔ اور کس طرح سوئم کو نباہا۔ پھر اسی طرح دسواں۔ بیسواں اور چہلم کیا۔ اس کے ہاتھ کا چھلا اور کان کی بالی تک بک گئی۔

چہلم کے بعد مہمان تو پیٹ بھر بھر کر رخصت ہوئے۔ اور اس بیوہ نے قرض اُتارنے کو چکی ہاتھ میں لی۔ رات دن پتھر سے پتھر رگڑتی تھی۔ تو دو پیسے کا مُنہ دیکھتی تھی۔ آدھا آپ کھاتی تھی۔ اور آدھا قرض خواہوں کو دیتی تھی۔ غرض مدتوں اس بے چاری نے چکی رگڑی۔ تب جا کر کہیں برادری میں عزت رکھنے کے قابل ہوئی۔

اے منعمو! جنہیں خدا نے برکت دی ہے۔ اور برگزیدہ بیبیو! جنہیں اللہ تعالےٰ نے نعمتیں بخشی ہیں۔ للہ اپنے غریب عزیزوں پر ترس کھاؤ اور انہیں تباہی اور بربادی سے بچاؤ۔ تمہاری بری مثالیں اور بے جا اسراف قوم پر تباہی لا رہے ہیں اور بربادی یا ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ مردوں کا ماتم نہیں ہے۔ بلکہ زندوں کا ماتم ہے

# خالی ہاتھ نہ جانا

ہمارے ہاں یہ بھی ایک بُرا دستور ہے۔ کہ جب ایک بی بی دوسری بی بی کی ملاقات کو جائے۔ یا کسی کے ہاں بال بچہ پیدا ہونے یا شادی بیاہ کی تقریب میں ایک بی بی دوسری بی بی سے ملنے کے لئے جائے تو ضرور ہے۔ کہ وہ حسب مقدور کچھ نہ کچھ ضرور لے کر جائے۔ خالی ہاتھ آنا جانا بات معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ یہ ایسی واہیات رسم ہے۔ کہ اگر ایک مقدور والی بہن کسی تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔ اور وہ چاہے۔ کہ میری رفیق یعنی سہیلی میرے اس دکھ میں شریک ہو۔ تو دوسری غریب بہن جب تک اس کے پاس روپے آٹھ آنے کی چیز لانے کے لئے قیمت موجود نہ ہوگی۔ وہ اپنی دوسری بہن کی خوشی پوری نہ کر سکے گی۔ اگر مٹھائی کی ٹوکری یا دونے کے لئے کچھ رقم گھر میں نکل آئی۔ تو فوراً آ جائے گی۔ اگر نہ ہوئی تو کوئی بہانہ کر کے ٹال دے گی۔ اور ملاقات کو نہ جائے گی۔

لیکن مردوں میں یہ بات نہیں۔ مرد ہمیشہ اپنے دوستوں سے ملنے کے لئے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور دکھ سکھ میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے ان کے دوست اس امر کا گلہ نہیں کرتے۔ کہ میاں صاحب خالی ہاتھ

Taj Tahir Foundation

کیوں آئے۔ لیکن اگر ایک بہن دوسری بہن کی ملاقات کو خالی ہاتھ جائے تو بڑا ہی عیب گنا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خالی ہاتھ جانا اتنا سخت عیب ہے۔ کہ اس کے مقابل میں دکھ سکھ میں شریک حال نہ ہونا بچھڑی ہوئی بہنوں سے مدتوں نہ ملنا کچھ عیب نہیں گنا جاتا۔ یہ دستور سراسر تکلیف کا باعث ہے۔ اور دو ملاپ داروں کی محبت کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والا اور محبت و ہمدردی کے فائدوں سے محروم کرنے والا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ ایک بہن تو صاحب توفیق ہو۔ اور دوسری بہن میں اتنی وسعت نہ ہو۔ جو اس کی برابری کر سکے۔ لیکن ظاہرداری کی وجہ سے قرض دام کر کے اس غریب بہن کو امیر بہن کے ساتھ اسی طرح برتنا پڑتا ہے جس طرح کہ اس نے اس کے ساتھ برتا۔ اس لئے کہ اگر وہ اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ بڑھ کر نہ برتے۔ تو وہ امیر بہن سے آنکھ نہ ملا سکے گی۔ مثلاً ایک غریب بہن کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اس کی سہیلی نے اس کو دو روپے کا جوڑا دیا۔ اب اس سہیلی کے ہاں لڑکی ہوئی۔ اس بہن نے بجائے دو کے ڈھائی کا جوڑا بچے کو دیا۔ پھر سہیلی نے دوسری دفعہ تین روپے کا احسان ان کے سر پر رکھ دیا غرض یہ فضول سلسلہ لین دین کا بڑھتا جائے گا۔ اس بیہودہ اور تکلیف کے دستور کو یک لخت ترک کرنا چاہیئے۔ تاکہ ملاپ دار بہنوں کو اپنی سچی ہمدردی کے ظاہر کرنے اور انسان کو انسان کے کام آسکنے کا موقع ملے۔ وہ ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں بلا تکلف حاضر ہو سکیں۔ نہ یہ کہ ایک بہن بستر مرگ پر پڑی ہو۔ اور ہم سے ملنا چاہتی ہو۔ مگر ہمارے پلّے ایک روپیہ نہیں۔ جو بچّوں کے لئے مٹھائی لے کر جائیں۔ اس لئے ان کے بلاوے کو کسی نہ کسی عذر پر ٹال دیں۔ یہ کیا انسانیت اور ہمدردی ہے ؟

Taj Tahir Foundation

میری ملاقات اکثر یورپین لیڈیوں سے بھی ہے۔ اور اُن سے ملنے کا بھی اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ ان میں سوائے ہنس بولنے اور اخلاق سے پیش آنے کے اس قسم کی ذرہ بھر بھی اگاوٹ نہیں پائی جاتی۔ جب بلاؤ۔ وہ بلا تکلف حاضر ہوتی ہیں۔ جب ملنا چاہو خوشی سے ملتی ہیں۔ تیج تیوہار پر بچوں کو کچھ مٹھائی کھلونا وغیرہ بھی دیتی ہیں۔ مگر یہ نہیں۔ کہ جب آئیں کچھ نہ کچھ لے کر ہی آئیں۔ یہ خیال توہم دیسی عورتوں ہی کی تہذیب میں داخل ہے۔ کہ میں اتنا لے کر جاؤں۔ کہ دوسری میرے بوجھ سے دب جائے اور دوسری یہ چاہتی ہے۔ کہ میرا احسان ان پر اُن کے احسان سے بھی کسی قدر زیادہ ہو۔ غرض کہ لین دین کا سلسلہ اسی طرح طول پکڑتا رہتا ہے۔ اور پھر جس طرف سے فریقین میں لین دین کی کمی ظہور ہیں۔ وہی نظروں سے گر گیا۔ سب محبت پانی کی طرح بہ گئی۔ یا بابلے کی طرح بیٹھ گئی۔ مستورات ہند کو لازم ہے۔ کہ وہ اس بے سود رسم کو بالکل مٹانے کی کوشش کریں۔

ملیں خوش ہو کے دو انساں۔ لیاقت اس کو کہتے ہیں،
غرض اس میں نہ ہو پنہاں۔ محبت اس کو کہتے ہیں،
یگانوں سے وہ سے بڑھ کر جو کام آتا ہے دُکھ سکھ میں۔
زباں چپ ہو پہ دل قرباں۔ حمیت اس کو کہتے ہیں،

## بچّوں کے ساتھ مٹھائی

جس طرح یہ دستور عام ہے۔ کہ جب کوئی بہن کسی بہن کے ہاں جائیں تو خالی ہاتھ نہ جائیں۔ اسی طرح یہ دستور بھی ہے۔ کہ جب کوئی بچہ کبھی کبھار کسی بی بی کے ہاں جائے۔ تو وہ بی بی بچے کی واپسی کے وقت ضرور کوئی

نہ کوئی چیز از قسم مٹھائی وغیرہ اس کے ساتھ کر دیتی ہیں۔ یہ دستور تو چنداں بُرا نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ چھوٹے بچے عموماً چیز لے کر خوش ہوتے ہیں اور ان کے خوش ہونے سے بڑوں کو بھی خوشی ہوتی ہے۔ لیکن اس دستور کے برتنے میں اکثر کچھ نہ کچھ غلطی کی جاتی ہے؛

صرف رسم کے طور پر سر بھرنے کو کوئی ایسی چیز بچے کے ساتھ کر دینا مناسب نہیں۔ جو بچے کے کام کی نہ ہو۔ یا جس کو دیکھ کر بچے کا جی خوش نہ ہو۔ بلکہ الٹا اس سے بچے کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ مثلاً ایک شیر خوار بچہ کسی بی بی کے ہاں گیا؛ اب اُس کی واپسی کے وقت ان بی بی کو یہ خیال ضرور آیا۔ کہ کوئی نہ کوئی چیز اس بچے کے ساتھ کی جائے۔ تاکہ بچے کے گھر والے یہ نہ کہیں۔ کہ ہمارے بچے کو خالی ہاتھ بھیج دیا۔ یہ سوچ کر انھوں نے ایک روپے کی مٹھائی بازار سے منگا کر بچے کے نام سے اُس کے ساتھ کر دی؛ چلو دستور پورا ہو گیا۔ لیکن مٹھائی درحقیقت اس بچے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ بڑوں کا منہ بند کرنے کو۔ اور بڑوں ہی کے واسطے بھیجی گئی ہے۔ کیونکہ شیر خوار بچہ اس مٹھائی کو نہیں کھا سکتا ہے۔ اور نہ اس کے کھیلنے کے کام میں آ سکتی ہے۔ البتہ اگر اس کی عوض کوئی چھوٹا سا خوب صورت کھلونا بچے کو دیا جاتا ہے۔ تو وہ اس کو لے کر خوش ہوتا۔ یا اگر کوئی اچھی سی ٹوپی بچے کے لئے دیتیں۔ تو اس بچے کے کام تو آتی؛

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بچہ سمجھ دار اور کھانے پینے کے لائق ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ جو مٹھائی وغیرہ کی جاتی ہے یہ وہ اُس کو کھا پی سکتا ہے۔ لیکن بعضے ماں باپ بچے کو بازاری ثقیل چیزوں

سے پرہیز کراتے ہیں۔ اس صورت میں اگر مٹھائی یا کوئی اور ایسی ہی چیز جس کا اس کو پرہیز ہے۔ اس کے ساتھ کی جائے گی تو بچہ گھر پہنچ کر اس کے کھانے کے واسطے ضرور ضد کرے گا۔ اگر ماں اس کی ضد پوری کرے گی۔ تو وہ چیز غالباً بچے کو نقصان پہنچائے گی۔ اور پھر ماں باپ افسوس کریں گے۔ کہ ہم نے اپنے بچے کو ایسے نادانوں کے گھر کیوں بھیجا کہ یہ حال ہوا۔ اور اگر ماں اس کے دینے سے انکار کرے گی۔ تو بچہ ناحق کو ضد کر کر کے اور رو رو کر ہلکان ہو گا۔ غرض کہ بجائے اس کے کہ بچے کو اس چیز سے خوشی پہنچے۔ گھر بھر میں اُلٹی ناخوشی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس بات کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ جو کچھ بچے کے ساتھ اس کے نام سے بھیجا جائے۔ وہ دراصل ایسی ہی چیز ہو۔ جو بچے کی خوشی کی ہو۔ نہ کہ اُلٹا اس کو تکلیف و رنج پہنچانے والی ہو۔ بچے کے مفید کھلونے یا اس کی حسب عمر و لیاقت کتابیں۔ تصویریں۔ قلم۔ پنسلیں۔ قلمدان وغیرہ ہوتے ہیں۔ یا ایسی مٹھائی جو بے ضرر ہو۔ مثلاً پیپر منٹ کی ٹکیاں یا گولیاں وغیرہ کہ ان چیزوں سے بچے کا جی بہت خوش ہوتا ہے۔ اور بچے کے والدین بھی بہت خوش ہوتے ہیں۔

اس رسم کے باب میں ایک اور ضروری بات یہ ہے۔ کہ اگر تمہارا میل ملاپ ایسے خاندان سے ہو۔ جس میں بچے ہوں۔ تو تمہیں چاہیئے۔ کہ موقع مناسب پر دو چار چیزیں کھیل کھلونے کی قسم کی خرید کر اپنے پاس رکھو۔ کہ بروقت ضرورت کام آئیں۔ میں نے اپنے ہاں بھی اور غیروں میں کبھی کبھی یہ دیکھا ہے۔ کہ کسی کا بچہ آگیا۔ اور بازار گھر سے بہت دور ہے۔ تو اسی گھبراہٹ میں آدمی بازار دوڑا جاتا ہے

که بہت جلد مٹھائی لائے + اتنے آدمی بازار سے آئے ۔ بچہ گھر جانے
کی ضد کرنے لگتا ہے ۔ اور انّا جو بچہ کو لے کر آتی ہے ۔ چلنے کو تیار ہو
بیٹھتی ہے + اب طرح طرح کے حیلے بہانے سے اُسے روکتے ہیں ۔
اور یہ بات چھپائی جاتی ہے ۔ کہ ہمارے پاس کوئی چیز بچے کے ساتھ دینے
کے قابل نہ تھی ۔ اس لئے بازار سے منگائی ہے ۔ جب بچہ ضد کرنے
لگتا ہے ۔ تو ایک آدمی کے پیچھے ایک اور آدمی دوڑایا جاتا ہے + ماما
گلی میں جا جا کر بار بار دیکھتی ہے ۔ کہ دونوں آدمی کہاں مر گئے آخر وہ
بیچارے گھبرائے ہوئے دوڑتے ہانپتے آپہنچتے ہیں + جو باسی سڑی
گھسی چیز سب سے قریب دکان سے ملی اُٹھا لاتے ہیں + دوسرے گھر
میں اس چیز کی جو تعریف ہوتی ہوگی ۔ وہ معلوم ہے + ایسی خوشی کی
رسموں کو اس بھدّے اور بھونڈے طور سے ادا کرنا بالکل فضول ہے +
یہ بھی کچھ ضرور نہیں ۔ کہ اگر کوئی بچہ ہمیشہ کا آنے والا ہو ۔ تو ہمیشہ کوئی
نہ کوئی چیز اُس کے ساتھ کی جائے + یہ ایک خواہ مخواہ کا تکلّف ہے ۔
اور اس قسم کا تکلّف باعث تکلیف ہو جاتا ہے ۔ بلکہ اس شرم کے مارے
بچے کے والدین بچے کو اس گھر میں بھیجتے بھی ہچکچاتے ہیں + وہ خیال
کرتے ہیں ۔ کہ بچے کے بھیجنے کی وجہ سے دوسرے آدمی کو بار تکلیف
اُٹھانی پڑتی ہے

پس اس قسم کے دستورات کو عمل میں لاتے وقت اُس کے اصلی منشا
کو بھی مدّنظر رکھنا چاہئے +

Taj Tahir Foundation

# حصّہ دوم

## میزبان کے لئے

### بُلاوا دینا

ہر بات موقع کی ہو۔ تو زیب دیتی ہے۔ بے موقع بات کسی کو نہیں بھاتی میل ملاپ بھی موقع موقع کا موزوں ہوتا ہے۔ اور اپنے برابر والوں یا ہم پلّہ لوگوں سے ملنا مناسب ہوتا ہے۔ کوئی غریب بہن اگر کسی بہت امیر بہن سے ملاپ کرنا چاہیں۔ تو ان کو یہ زیب نہیں دیتا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی اونچے رتبے کی خاتون مہربانی کر کے اپنے سے کم رتبہ بیبیوں کو اپنے ہاں بُلائے اور مدعو کرے۔ جیسے گورنر صاحب کی لیڈی ہیں۔ کہ وہ کبھی کبھی اپنی رعایا کی مستورات کو گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقات کے لئے بلاتی ہیں۔ لیکن رعایا کا یہ منہ نہیں۔ کہ ان کو یہ کہے۔ کہ آپ بھی ہمارے ہاں آئیں۔ اگر ایک چپراسی کی بیوی کسی کو اپنے ہاں مہمان بلائے گی۔ تو یقیناً اس کا ایسا کرنا بہت بے موقع سمجھا جائے گا +

دستور یہ ہے۔ کہ جو بہن رتبے میں اپنے سے زیادہ ہوں۔ وہ اپنی کم رتبہ بہنوں کو اپنے ہاں بُلاتی ہیں۔ اور اگر دو بہنیں برابر کے رتبے کی ہوں۔ تو دونوں ایک دوسرے کو بُلاوا دے سکتی ہیں۔ تم بُلاوا دینے سے پہلے اس بات کو اچھی طرح سوچ لو۔ کہ جس بی بی کو تم اپنے ہاں بُلاتی ہو

وہ عزت و مرتبہ میں تم سے زیادہ ہیں یا کم + اگر وہ تمہاری ہم پلّہ ہوں - یا اُن کے اور تمہارے رتبے میں بہت بڑا فرق نہ ہو - تو تم بلا تکلف ان کو بلا سکتی ہو - مگر اپنے سے زیادہ رُتبے کی بی بی کو بلانا سخت بیوقوفی میں داخل ہے

کس کس کو بلاوا دینا چاہئے

اگر کسی جلسے یا محفل کا بُلاوا ہو - تو صرف بڑی بڑی بیبیوں کو بلانا چاہئے - اور اگر کوئی معمولی قسم کی شادی غمی ہو - دعوت وغیرہ ہو - تو اس میں ماں کے ساتھ بچوں کو بھی ضرور بلانا چاہئے - بلکہ اگر یہ معلوم ہو - کہ ان بہن کے ہاں کوئی اَور رشتہ دار یا میل ملاپ دار بی بی ہے تو اُن کو بھی بلاوا دو + مہمان بی بی خود جس جس کے لانے میں اپنی سہولت دیکھے گی - اُسے ساتھ لائے گی - مگر کسی کو نہ بلانے کی شکایت تم پر نہ رہے گی - لیکن کسی بی بی کو امر خاص کے متعلق بات چیت کرنے کے لئے بلانا ہو - تو جن کو کام ہو - اُنہیں کو بلاؤ - زیادہ کو بلانے کی کوئی ضرورت نہیں +

محفلوں یا جلسوں وغیرہ میں خاص کر جہاں یورپین لیڈیاں شریک ہوں - وہاں چھوٹے بچّوں کو ہرگز نہ بلاؤ +

جب کوئی ملاپ دار بی بی جن سے ہمیشہ تمہاری ملاقات ہوتی رہی ہو - شہر سے کہیں باہر تشریف لے جائیں - اور پھر خیر سے واپس آئیں تو تم کو واجب ہے - کہ تم اُن سے ملنے جاؤ - اس بات کی منتظر نہ رہو - کہ وہ خود تم سے ملنے کو آئیں +

# شادی کا بُلاوا

لوگوں کا دستور ہے - کہ شادی بیاہ پر اپنے عزیزوں اور میل ملاپ

والوں کو بلاتے ہیں۔ اس بلاوے میں بعض وقت سخت غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ یعنی بلاوے کے لئے جو نائن وغیرہ بھیجی جاتی ہے۔ اس سے بعض دفعہ پیغام کے پہنچانے میں غلطی یا غلط فہمی ہو جایا کرتی ہے۔ اور پھر ناحق کی سخت شرمساری اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ نائن جو بلاوے لے کر جاتی ہے۔ اکثر بالکل جاہل عورت ہوتی ہے۔ اور اس کو شادی کی تاریخ وغیرہ تو ٹھیک یاد نہیں رہتی۔ اور بلاوے لے جانے پر فوراً تیار ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ دستور ہے۔ کہ بلاوا لانے والی کو کپڑے روپے وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ شاید اس خوشی میں اس کو تاریخ اور دن کے ٹھیک یاد رکھنے کا خیال نہیں رہتا۔ جب پوچھو یہی کہتی ہے۔ کہ بیوی مجھے تو ٹھیک یاد نہیں۔ کہ کون سی تاریخ مقرر ہے۔ اس کی اتنی سی بات میں ہزاروں بہنوں کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے ؏

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک شادی پر مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر دو عورتیں بیٹھی ہوئی آپس میں کچھ باتیں کر رہی تھیں۔ ایک تو اسی وقت آئی تھی۔ اور دوسری جانے کو تیار بیٹھی تھی۔ ان دونوں میں جو باتیں ہوئیں وہ یہاں نقل کرتی ہوں :-

**آنے والی** بہن تم اس قدر جلدی کیوں چلیں۔ کیا کوئی ضروری کام ہے ؟

**جانے والی**۔ کیا بتاؤں۔ اس نائن موئی کی غلطی نے مجھ کو سخت شرمندہ کیا۔

**آنے والی**۔ کیوں خیر تو ہے۔ کیسی غلطی ؟

**جانے والی**۔ تم سے تو کوئی پردہ نہیں بندہ! یہاں پر پیر کے روز کا بلاوا تھا۔ اور نائن مجھ کو ہفتہ بتا آئی تھی۔ خیر میں ہفتے ہی کو یہاں آئی۔ کیا دیکھتی ہوں۔ کہ سب لوگ اپنے اپنے کام کاج میں مصروف ہیں۔ نہ کوئی مہمان

ہے۔ نہ کچھ۔ گھر کے آدمی مجھ کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ اب تو میں اس معاملے کو سمجھ گئی۔ اور اپنی شرمندگی کے چھپانے کو حیلہ ڈھونڈنے لگی۔ آخر میں نے تو یہ بات بنائی۔ کہ میرے میاں کو باہر نوکری پر جانا تھا۔ اور پھر میرا آنا نہیں ہو سکتا تھا۔ اور آپ لوگوں کا گلہ رہ جاتا۔ کہ دیکھو۔ ہم نے بلاوا بھیجا اور نہ آئیں۔ یہی باعث ہے۔ کہ میں پہلے ہی آ گئی ہوں۔ اب یہ بتاؤ کہ آپ کے ہاں مہمان کب آئیں گے؟ اُنہوں نے کہا۔ کہ پیر کو سب آ جائیں گے۔ اب جو میں جانے لگی۔ تو ان لوگوں نے جانے نہ دیا۔ مجبوراً میں نے رات گزاری۔ اب جانے کو تیار رہوں۔ تیسرا روز ہے۔ اب تو جانا ہی مناسب ہے۔

**آنے والی**۔ افسوس آپ کو ناحق کی ندامت ہوئی۔

**جانے والی**۔ کیا کروں! مجھ کو تو سخت شرمندگی اُٹھانی پڑی۔ یہ لیجئے خدا حافظ! میری ڈولی آ گئی ہے۔

دعا سلام کر کے یہ بہن تو چل دیں۔ لیکن ہم گھنٹوں انہیں کے خیال میں رہی۔ میری بہنیں انصاف کریں۔ کہ اس بی بی کو کیسی ندامت ہوئی۔ پس مناسب تو یوں ہے۔ کہ ہر بہن ایک رقعہ لکھ کر یا لکھوا کر جس میں تاریخ اور دن بھی لکھا ہو۔ نائن کے ہاتھ میں دے دیں۔ اور وہ جہاں جہاں جائے۔ وہ رقعہ دکھا دے۔ جس سے صحیح صحیح حال معلوم ہو جائے اور کوئی بہن غلطی میں نہ پڑے۔ اگر کوئی بہن پڑھنا نہ جانتی ہوں۔ تو وہ اپنے باپ یا بھائی سے وہ رقعہ پڑھوا سکتی ہیں۔ اس طرح سے ہر بہن وقت پر پہنچ سکتی ہیں۔

# مکان صاف

ہندوستانی گھروں میں عموماً ہمیشہ خاطر خواہ صفائی ستھرائی نہیں رہتی جب کوئی میل ملاقاتن بیوی آنے والی ہوتی ہیں۔ تب گھر بار میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوتا ہے۔ اس دن کوشش کی جاتی ہے۔ کہ آج اسے جڑ بنیاد سے صاف کریں۔ گھر کی ہر چیز نکالی جاتی ہے۔ اور عمر بھر کی صفائی نہ کرنے کی تلافی کی جاتی ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی بی بی بے اطلاع کئے آجائیں۔ تو اس وقت کی شرمندگی قابل بیان نہیں ہوتی۔ کیونکہ بعض بیبیوں کا گھر تو ایسا میلا اور بے سروسامان ہوتا ہے۔ کہ اگر چاہیں۔ کہ مہمان کو بیٹھنے کی کوئی جگہ دیں۔ تو وہ مل بھی نہیں سکتی۔ فرش فروش کا تو بھلا کیا ہی ماکور۔ بیٹھنے کے پلنگ تک صاف نہیں ہوتے۔ کسی پر بچھونے کھلے پڑے ہیں۔ کسی پر سلائی پروئی کا سامان بکھرا پڑا ہے۔ کسی پر جھوٹے باسن پڑے ہیں۔ غرض ایسی ہی بے ترتیبی ہوتی ہے جس کے باعث مہمان بہن کے سامنے بہت خفت اٹھانی پڑتی ہے۔ جس کا ذکر اس کتاب کے پہلے حصّہ میں کیا گیا ہے ✦

ایسے موقعوں کے واسطے ایک دو کمرے ضرور ہمیشہ سجے سجائے رکھنے چاہئیں۔ تاکہ اگر کوئی مہمان آجائے۔ تو اس میں اُس کو بٹھا دیا جائے۔ ان کمروں میں مہمان کی تفریح طبع کے لئے کچھ سامان بھی ہونا چاہئے۔ مثلاً کچھ کتابیں۔ کچھ تصویریں۔ یا اور کوئی نادر چیزیں ✦

**میزبان کا لباس** ایک یہ بھی دستور ہے۔ کہ اگر کسی کے گھر جانا ہو۔ تو ذرا اچھا قیمتی لباس پہن کر جانا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی اور بہن خود تمہارے

گھر آنے والی ہوں۔ تو کوئی ضرورت نہیں۔ کہ تمہارا لباس مہمان بہن سے بہت ہی زیادہ پر تکلف ہو + مہمان سے میزبان کا لباس کسی قدر ہلکا ہی ہونا اچھا ہے۔ غالباً اس کی یہ وجہ ہوتی ہوگی۔ کہ مہمان تو مہمان بنی بیٹھی رہتی ہیں۔ مگر میزبان کو خاطر تواضع کرنے میں پھرنا پڑتا ہے۔ اس لئے بھاری بھرکم لباس میں اُٹھنا بیٹھنا کسی قدر مشکل ہوتا ہے۔ نیز یہ بات بھی ہے کہ ہر شخص اپنے گھر پر بے تکلف رہنے کا حق رکھتا ہے۔ اس لئے میزبان کو بے تکلفی جائز ہے۔ مگر مہمان کو ضرور کچھ تکلف چاہیئے۔ کیونکہ وہ بیگانے گھر میں ہوتی ہیں +

## پردے کا انتظام

جب کبھی شریف بیبیوں کو اپنے ہاں بلاؤ۔ تو یہ نہایت ضروری امر ہے۔ کہ ان کے پردے کا پورا پورا خیال رکھو + میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض بہنیں اپنے گھر کے نوکر چاکر لڑکوں کو جن کے سامنے وہ خود ہوتی ہیں۔ بلا تکلف مہمان کے سامنے بلا لیتی ہیں۔ اور یہ تو اکثر ہوتا ہے۔ کہ اپنے بڑے بڑے رشتہ دار لڑکوں کو گھر میں بلا لیتی ہیں۔ اور جب ان سے مہمان بہن چھپنے لگتی ہیں۔ تو کہتی ہیں۔ کہ یہ تو بچہ ہے۔ ابھی تو اس کی اتنی عمر ہے۔ یہ سب غدر فضول ہیں۔ عمر کم ہے۔ یا بچہ ہے۔ تو تمہارے نزدیک نہ کہ اوروں کے نزدیک بھی + پس مہمان بیبیوں کے پردے کو ہر باب میں اپنے اوپر قیاس مت کرو۔ بلکہ احتیاطاً اپنے سے زیادہ خیال رکھو +

اس سے بھی زیادہ مکروہ ایک اور عادت ہے۔ بعض عورتیں اپنے رشتے دار مردوں کو چرا چھپا کر مہمان بہن کی صورت شکل دکھا دیتی ہیں +

یہ عادت نہ صرف پرلے درجہ کی کمینگی ہی میں داخل ہے۔ بلکہ گناہ میں بھی۔ اور ایسے خیالات کی عورتوں کے ہاں کوئی شریف عورت آنا جانا ہرگز گوارا نہ کرے گی +

**مہمان کی تعظیم** جو بہن تمہارے ہاں آئیں۔ تم اُن سے عزت و تعظیم کے ساتھ پیش آؤ۔ خواہ وہ کم رُتبہ ہی کیوں نہ ہوں + اپنی مہمان بہن کو دروازے تک لینے جاؤ۔ اور صدر مقام پر لاکر بٹھاؤ + ان کا برقع سنبھال کر رکھ دو۔ کہ کھویا نہ جائے۔ نوکر ساتھ ہو۔ تو اُسے بیٹھنے کی جگہ دو۔ مثلاً مونڈھا یا پیڑھی وغیرہ۔ اگر فرش بچھا ہو۔ تو اس کے ایک طرف کو اُسے بٹھا دو +

**تعارف یا جان پہچان کروانا** اپنے گھر کی سب بیبیوں سے اُن کا تعارف کراؤ۔ تعارف نہ کرنے کی غلطی بڑی سخت غلطی ہے۔ جو اکثر بیبیوں سے ہوتی رہتی ہے + چنانچہ ایک مرتبہ دہلی میں مجھے چند ایسی بہنوں کے ہاں جانے کا اتفاق ہؤا جن سے مجھے واقفیت تو ضرور تھی۔ لیکن نہ کبھی میں نے اُن کو دیکھا تھا۔ نہ کبھی اُنہوں نے مجھ کو دیکھا تھا۔ ان کے ہاں جاکر اصل بلانے والی بی بی کو تو میں نے اپنی عقل سے پہچان لیا۔ کہ غالباً وہی ہوں گی۔ جو زیادہ توجہ سے میرے ساتھ گفتگو کر رہی تھیں۔ لیکن اُن بی بی کے پاس چند اَور بیبیاں بھی تھیں۔ جو اُن کے پاس بیٹھی تھیں۔ اور موقع محل پر بعض اوقات کچھ بات بھی کر لیتی تھیں۔ میں جن بی بی کے ہاں گئی تھی۔ اُن کے ہاں کی چند اَور بیبیوں کے نام بھی ان کی طرح سنے ہوئے تھے۔ لیکن ملنے پر مجھے معلوم کرنا بہت ہی مشکل ہو گیا۔ کہ فلاں نام کی بی بی کون ہیں۔ اور جو موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بلانے والی بہن کی کیا لگتی ہیں۔ آخر بعض کی بابت مجھے کسی نہ کسی سے پوچھنا پڑا +

ایک بی بی کا ذکر ہے۔ کہ وہ کسی سے ملنے گئیں میزبان بی بی تھوڑی سی بات چیت کے بعد آپ کسی کام کو دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔ اور جب اُن کے آنے میں کچھ دیر ہوگئی۔ تو آنے والی بی بی نے ایک عورت سے جو قریب ہی بیٹھی تھی۔ کہا۔ کہ بڑی بی ذرا ان کو بلانا۔ وہ کہاں جا کر بیٹھ رہیں۔ اس عورت نے شاید اس فقرے کو اچھی طرح نہیں سُنا۔ مہمان بی بی نے پھر کہا کہ اے ہے کیا بہری ہو۔ جو سنتی بھی نہیں ہو۔ بعد میں مہمان بی بی کو معلوم ہوا۔ کہ جن بی بی کو انہوں نے بہری بنایا۔ وہ خود ان بلانے والی بی بی کی ماں تھیں میلے کپڑوں کے باعث اور واقف نہ ہونے کے باعث ان کو نوکر کا دھوکا ہوا۔

اور اس دھوکے میں وہ ان کی عزت حسب مرتبہ نہ کر سکیں۔ جس سے وہ بہت شرمندہ ہوئیں۔ اور میزبان بی بی سے معذرت کی + پس ہماری بہنوں کو چاہئیے کہ جب وہ اپنی کسی اجنبی بہن کو اپنے ہاں مہمان بنانا چاہیں۔ تو چاہئیے۔ کہ جب وہ بی بی آئیں۔ تو اپنے ہاں کی سب بیبیوں کے نام یا رشتے سے مہمان بی بی کو آگاہ کر دیں۔ تاکہ وہ آنے والی بی بی ہر ایک بی بی کی عزت اور رتبے کو اچھی طرح سمجھ کر مناسب درجے کا آداب و تسلیمات بجا لائے۔ اور حسب رتبہ گفتگو کرے +

غرض جب مہمان بہن اپنی کسی بہن سے تمہارا تعارف کروائیں۔ تو تم ان کو سلام کرو۔ اور خندہ پیشانی سے ملو۔ کوئی بڑی بزرگ تمہاری واقف کار ہوں۔ تو ان کو آتے دیکھ کر کھڑی ہو جاؤ۔ اور کھڑی ہو کر اُن کو تعظیم دو۔ ملاقات کے وقت یہ بات ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ بعد معمولی سلام اور گلے ملنے وغیرہ کے فوراً مزاج پرسی کرو۔ یعنی یہ الفاظ کہو۔ کہ آپکا مزاج اچھا ہے؟ اگر تمہارے اس لفظ کے کہنے سے پہلے ہی میزبان تم سے یہ سوال کریں۔ تو تم جواب دو۔ کہ آپ کی مہربانی۔ آپ تو اچھی طرح ہیں؟ یہ پوچھ چکنے کے بعد منتظر رہو۔ کہ میزبان

بہن تم کو بیٹھنے کی اجازت دیں جس جگہ بٹھاویں۔ وہاں بیٹھ جاؤ +

# کنواری لڑکیوں کا پردہ عورتوں سے

ہماری رائے یہ ہے کہ جب کوئی معزز شریف عورت گھر میں آئے۔ اور تمہارے گھر میں کنواری لڑکیاں ہوں۔ تو لڑکیوں کو مہمان بی بی سے ملانے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ صرف اتنی بات کا خیال چاہیئے۔ کہ لڑکی کے روبرو جو کچھ گفتگو کی جائے۔ وہ لڑکیوں کے مناسب حال ہو۔ اور کوئی گفتگو ایسی نہ ہو۔ جو لڑکی کے لئے حیاداری کے خلاف ہو۔ مثلاً کنواری لڑکیوں کے روبرو بیاہ شادی کی گفتگو ہرگز نہ ہونے پائے۔ لڑکیوں سے پوچھنے کی باتیں عموماً یہ ہُوا کرتی ہیں۔ کہ بُوا تم کیا پڑھتی ہو؟ کیا سیتی ہو؟ کس قسم کے پھول کاڑھتی ہو؟ ہمیں اپنا سبق سناؤ۔ یا اپنے ہاتھ کا کیا ہُوا کام دکھاؤ وغیرہ + بعد تھوڑی دیر کے لڑکی کو وہاں سے جانے کی اجازت دی جائے۔ غرض اس خبط کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ شریف بیبیوں سے لڑکیوں کا پردہ کروانا اچھا ہے + کسی کے ہاں تقریب پر جانے میں پردے کے پورے انتظام کا یقین حاصل کرنے کے لئے اوّل تو یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ جس گھر میں جانا ہے۔ وہ معزز اور شریف گھرانا ہے۔ یا نہیں۔ اگر شریف و معزز گھرانا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اس کی طرف سے کوئی امر ظہور میں نہ آئے گا۔ جس سے کسی شریف خاندان کی مستورات اور خصوصاً معصوم کنواری لڑکیوں کی سُبکی ہو۔ اگر اس گھرانے کے معزز ہونے کا اعتبار نہیں۔ تو پھر بیاہی یا کنواری کوئی عورت بھی اس گھر میں نہ جائے +

ڈومنیوں کے گیتوں وغیرہ کی بابت بھی یہی خیال رکھنا چاہیئے

Taj Tahir Foundation

جہاں اس قسم کی خلاف شرع رسومات ہو رہی ہوں۔ وہاں خود بھی ہرگز شامل نہ ہوں۔ البتہ اگر معمولی کھیل تماشے ہوں۔ جو دنیا میں دل بہلانے کو ہوا کرتے ہیں۔ اور ان میں شامل ہونا کچھ برائی نہ ہو۔ تو خیر چلے جانا کوئی قباحت کی بات نہیں۔ بے شک ان محفلوں میں لڑکیوں کے جانے اور شامل کرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر ان کے سوا اور جتنی مجلسیں ہوا کرتی ہیں۔ جیسے مجلس یا مجلس مولود شریف۔ جن میں لڑکیوں کا ہمراہ لے جانا اور شامل مجلس کرنا کسی طرح معیوب معلوم نہیں ہوتا ✣

حاصل یہ کہ لڑکیوں کا پردہ عورتوں سے ہر حال میں نہیں ہونا چاہئیے بلکہ جس مجلس میں عورتوں کے ساتھ ملنے میں نقصان نظر آتا ہو۔ وہاں پردہ کراؤ۔ اور جن بزرگ مستورات کی خدمت میں حاضر ہونا موجب حصول صلاحیت اور سلیقہ سیکھنے کا ہو۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دو ✣

# مہمان کی خاطر

مہمان کی خاطر تو اپنی حیثیت کے بموجب یا اس سے کم و بیش ہر ایک آدمی کرتا ہے۔ مگر جس خاطر کا عام دستور ہے۔ اس کو اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ مہمان کا حق اچھی طرح ادا نہیں ہوتا۔ خصوصاً مہمان کے واسطے کھانے پینے کی جو چیز منگوائی یا پکائی جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ مہمان کی پسند کی نہیں ہوتی ہے ✣

اس بات کو لوگوں نے بہت عیب سمجھ رکھا ہے۔ کہ مہمان کے لئے کوئی چیز مہمان ہی سے پوچھ کر منگوائی جائے۔ اگر کوئی میزبان ایسا کرے بھی تو مہمان شرم کے مارے گول مول ہی جواب دیتی ہیں۔ جس سے کچھ

مطلب نہیں نکلتا۔ بلکہ میزبان اور مہمان دونوں کو تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے میزبان کو تو یہ تکلیف ہوتی ہے۔ کہ اس کو اس خیال سے کہ خدا جانے مہمان کو کون سی چیز پسند ہے۔ اور کون سی چیز ناپسند۔ کئی چیزیں پکانی پڑتی ہیں۔ اور مہمان کو اس واسطے تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ کہ وہ شرما شرمی میں پسند ناپسند سب چیزیں کھا لیتا ہے۔ بلکہ اگر کسی چیز کا پرہیز ہو۔ تو وہ بھی مجبوراً کھانی پڑتی ہے جس سے بعد میں نقصان ہوتا ہے مثلاً کسی بہن کو زکام کی شکایت ہو۔ اور میزبان بہن اُن کے واسطے ملائی کی قلفیاں یا سوڈا واٹر کی بوتل اور برف یا کسی قسم کے پھل منگوائے اور پلاؤ قورمہ وغیرہ پکائے اور مہمان بہن شرما شرمی ان چیزوں کو کھا پی لے۔ تو یقیناً مہمان بہن کی طبیعت اور زیادہ خراب ہو جائے گی+ اور اگر سامنے آئی ہوئی چیزیں کھانے سے انکار کر دیا۔ تو خاطر کرنے والی بہن کا ایک تو یہ نقصان ہوا۔ کہ اس کی سب محنت اکارت گئی۔ دوسرے مہمان بہن کے نہ کھانے کے باعث طبیعت کو اور بھی زیادہ رنج ہوا تیسرے دیکھنے والوں نے سیکڑوں باتیں بنائیں+ ان سب سے بہتر طریق تو یہ ہے کہ مہمان کے واسطے جو چیز تیار کی جائے۔ وہ اس سے پوچھ کر اور اس کی پسند کی تیار کی جائے۔ تاکہ وہ اپنی پسند کی چیز کھا پی کر خود بھی خوش ہو۔ اور میزبان بھی خوش ہو+

غرض میزبان کو چاہئے۔ کہ مہمان کی طبیعت و صحت کا ضرور خیال رکھے اور اس کو کسی چیز کے کھانے کا پرہیز ہو۔ تو اس چیز کے کھانے پر ہرگز مجبور نہ کرے۔ کیونکہ اس قسم کی دعوت بعد میں عداوت ہو جاتی ہے۔ اور یہ بات نہایت افسوس کی ہے۔ کہ کوئی میزبان اپنے سامان مہمانداری میں سے کوئی کسی چیز کے اکارت جانے کے خیال سے مہمان کی طبیعت اور صحت مزاج کا خیال نہ کرے۔ اور

Taj Tahir Foundation

یہ گوارا کرلے۔ کہ گو مہمان کی صحت بگڑ جائے۔ مگر اِن کا پکایا ہُوا کھانا ضایع نہ جائے +
یہ طریقہ اگر کبھی کبھار کے مہمان یا اجنبی مہمانوں کے واسطے اختیار نہ کیا جائے
تو خیر چنداں مضائقہ نہیں۔ مگر جن بہنوں سے ہمیشہ ملنا ملانا رہتا ہے۔ اُن کے
ساتھ اس قسم کے طریق کی پابندی کرنی اور کروانی ضروری ہے +

جو مہمان بہنیں باوجود ہر طرح کی بے تکلفی کے اپنے مُنہ سے کسی خاص
کھانے کا نام لینے میں تامل کریں۔ ان سے بھی کم از کم اتنا پوچھ سکتے ہیں۔
کہ آیا تمہیں کسی خاص چیز کا پرہیز تو نہیں ہے؟ ترشی نقصان تو نہیں کرتی؟
زیادہ گھی ناموافق تو نہیں؟ یخنی پلاؤ زیادہ بھاتا ہے۔ یا قورمہ پلاؤ؟ اس قسم
کے سوالوں سے طبیعت کا کچھ نہ کچھ پتہ مل جاتا ہے +

**کھانے کا وقت** مہمان بہن سے ایک اَور بات دریافت کرنی بھی ضروری ہے
یعنی کھانے کا وقت + ہر میزبان یہی جانتا ہے۔ کہ جو میرے کھانے کا وقت
ہے۔ وہی مہمان کا ہے + جو لوگ وقت کی پابندی نہیں کرتے۔ اور دو تین گھنٹے
آگے پیچھے کھانا کھا لینے میں کچھ ضرر نہیں معلوم کرتے۔ ان کی تو خیر ہے لیکن جن
بہنوں کا مزاج تھرمامیٹر کی طرح ذراسی گرمی سے اُوپر چڑھتا۔ اور ذراسی سردی
سے نیچے اُتر آتا ہو۔ ان کے لئے بہت مشکل ہے۔ پس میزبان کا یہ فرض ہے۔
کہ اپنے مہمان سے دریافت کرلے کہ آپ کے کھانا کھانے کا معمولی وقت کونسا ہے۔
بعض بہنیں صبح کے وقت ناشتہ کھانے کی عادت رکھتی ہیں۔ بعض نہیں
رکھتیں۔ اس بات کو بھی دریافت کر لینا چاہئیے۔ غرض مہمانداری کا ایسا اچھا
انتظام ہونا چاہئیے۔ کہ جو سچی دلی خوشی ایک بہن کو دوسری بہن سے مل کر
ہونی چاہئیے۔ اس میں فرق نہ آسکے +

# خاطر تواضع

## چائے۔ پان میوہ وغیرہ

مہمان کی خاطر تواضع کرنی میزبان کے لئے ضروری ہے۔ مگر خاطر تواضع میں حد سے زیادہ سامان کرنے بے جا تکلف میں داخل ہیں۔ بعض بہنیں زیادہ خاطر تواضع کے خیال سے دوسری بہن کے ہاں جانا پسند نہیں کرتیں۔ کہ انہیں ناحق کی تکلیف ہو گی +

معمولی تواضع عطر و پان سے ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ چائے سے اس سے زیادہ پھل وغیرہ سے اور اس سے بھی زیادہ کھانا کھلانے سے۔ مگر معمولی ملاقات میں کھانا کھلانے کا جھگڑا سر پر لینے سے عموماً ملاقات کا لطف کم ہو جاتا ہے۔ خاص کر ایسی صورت میں اچھے بامزہ کھانے پکانے کا خیال اور پیار دم بھر بھی مہمان کے پاس چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ پس اس سے بہتر یہی ہے۔ کہ معمولی تواضع چائے پان پھل وغیرہ سے کر دی جائے +

**چائے** چائے میں دودھ اور مٹھاس مہمان بہن کی پسند خاطر کے بموجب ڈالنا چاہیئے۔ کوئی بہن زیادہ دودھ کی چائے پسند کرتی ہیں۔ کوئی کم کی۔ اسی طرح کوئی زیادہ میٹھی چائے پسند کرتی ہیں۔ اور کوئی کم میٹھی۔ اس لئے چینی دان اور دودھ دان سامنے رکھ دو۔ تاکہ وہ اپنے حسب پسند دودھ اور میٹھا ڈال لیں۔ یا ان سے پوچھ کر ان کی مرضی کے مطابق بنا دینی چاہیئے +

**پھل** پھل سامنے رکھنا ہو۔ تو زیادہ تر اس قسم کا رکھو۔ جو آسانی سے کھایا

Taj Tahir Foundation

جا سکے۔ اور جس کے چھیلنے بنانے کی وقت نہ ہو۔ اگر مناسب ہو۔ تو پھل چھیل بنا کر طشتریوں میں لگا کے رکھ دو۔ مثلاً خربوزے کی پھانکیں۔ انار کے دانے وغیرہ۔ گٹھلیوں وغیرہ کے ڈالنے کو کوئی مناسب برتن رکھو۔ تاکہ اس میں ڈال دی جائیں۔ اور سامنے پڑی نظر نہ آئیں +

**پان** پان کی بڑی بڑی گلوریاں۔ چاندی کے ورق لگی ہوئی مہمان کو دی جاتی ہیں۔ لیکن سچی بات تو یہ ہے۔ کہ بڑی گلوری کو منہ میں رکھنے کے لئے منہ کھولنے اور اتنی بڑی گلوری کو چبانے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اور بعض وقت تو گلوری سے اس قدر منہ ٹھس جاتا ہے۔ کہ بات تک کرنی دشوار ہو جاتی ہے۔ میں نے ایک بہن کو دیکھا۔ کہ ان بیچاری نے بہت بڑی سی گلوری پان کی منہ میں رکھی۔ گلوری پر ورق چمٹے ہوئے تھے۔ منہ میں ٹھونستے وقت وہ تمام ورق ہونٹوں پر لگ کر چمٹ گئے۔ انہوں نے منہ میں گلوری رکھ کر ہاتھ سے منہ پونچھ لیا۔ مگر پھر بھی ورق بدستور ہونٹوں پر چمٹے رہے۔ جو بہت برے معلوم ہوتے تھے۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ پان پر ورق نہ لگایا جائے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ چھوٹی گلوریوں پر ورق لگائے جائیں۔ تاکہ وہ آسانی سے منہ میں چلی جائیں۔ اور ہونٹوں پر ورق نہ چمٹنے پائیں۔ اگر پان چھوٹے چھوٹے ہوں۔ تو ثابت پان کی گلوریاں لگانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر بہت بڑے بڑے ہوں۔ تو صرف نصف پان کی گلوری بناؤ۔ چھوٹی چھوٹی سبک گلوریاں کھانے میں مہمان کو بہت آسانی رہے گی۔ اس طرح ایک کی جگہ چار گلوریاں چار دفعہ کھا لینی اچھی۔ مگر چار گلوریوں کی برابر ایک ہی گلوری کو منہ میں ٹھونس لینا نہایت گنوارپن معلوم ہوتا ہے۔ حتی المقدور گلوری میں چونا کم لگاؤ۔

Taj Tahir Foundation

کیونکہ اگر کوئی بہن زیادہ چونے کے پان کھانے والی ہوں گی۔ وہ دوبارہ چونا مانگ کر کھا سکتی ہیں۔ یا اس بارے میں ان بہن سے پوچھ لینا چاہیے کہ آپ کم چونے کا پان کھاتی ہیں۔ یا زیادہ کا؟

مہمان کے ہمراہ کوئی بچّہ ہو۔ تو اُسے پیار کرو۔ ان کے بہلانے اور خوش کرنے کو اس کے سامنے کچھ کھلونے رکھ دو + اس کی بھوک کا خیال رکھو + مگر یہ یاد رکھو۔ کہ جو چیز اس کو کھلائی جائے۔ پہلے اُس کی ماں سے اجازت حاصل کر لی جائے + ممکن ہے۔ کہ بچّے کو کسی چیز کا پرہیز ہو۔ اور اس کے کھا لینے سے اُسے کچھ تکلیف پہنچے +

# تکلّف

تکلّف سے ہم ہندوستانیوں کا کوئی گھر بھی خالی نہیں + امیر غریب سب ہی اس میں مبتلا ہیں خصوصاً مہمانداری میں تو اس کا بہت زور شور ہوتا ہے۔ جہاں کوئی بی بی سنتی ہیں۔ کہ میرے ہاں کوئی بی بی مہمان آنے والی ہیں۔ وہ اپنی نمود کو تکلّف سے اس قدر بڑھاتی ہیں۔ کہ اس میں خود ہی تکلیف اُٹھانے لگتی ہیں تکلّف کرنا صرف میزبان ہی پر موقوف نہیں۔ بلکہ مہمان بی بی بھی تکلّف میں کسر نہیں رکھتیں + میزبان بی بی کا تو یہ حال ہوتا ہے۔ کہ مہمان بی بی کے واسطے حیثیت سے بڑھ بڑھ کر طرح طرح کے کھانے پکاتی۔ اور میوے منگوا کر دسترخوان پر چنتی ہیں۔ مہمان بی بی تکلّف سے نوالہ توڑتی ہیں۔ اور نہایت سہج سے لقمہ منہ میں رکھتی ہیں۔ آخر تھوڑی سی دیر میں تکلّف کے باعث یوں ہی منہ جھٹلا کر اور گنتی کے چند نوالے کھا کر دسترخوان سے ہاتھ اُٹھا لیتی ہیں میزبان

بے چاری کا پُر تکلّف کھانا یوں ہی رکھا کا رکھا ہی رہ جاتا ہے۔ اور دونوں فریقوں کو تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ میزبان کو تو اس لئے کہ اُنھوں نے تکلّف کے باعث ضرورت سے زیادہ کھانے محنت کر کے تیار کئے۔ اور وہ یوں ہی بچ رہے۔ اور فضول طور پر خرچ ہوئے۔ اور مہمان بی بی کو اس لئے کہ تکلّف کے باعث پیٹ بھر کھانا نصیب نہ ہُوا۔ اور وہ چند لقمے کھا کر بھوکی ہی اُٹھ بیٹھیں +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ میں کھانا کھا رہی تھی۔ کہ میری ایک سہیلی آگئیں + مجھے معلوم ہُوا۔ کہ وہ گھر سے کھانا کھا کر نہیں آئیں۔ میں نے ان کو اپنے ساتھ کھانا کھانے بٹھا لیا۔ اُنھوں نے اسی طرح چند گنتی کے لقمے ہی کھا کر دستر خوان سے ہاتھ اُٹھا لیا + میں نے کہا۔ تم نے بہت ہی کم کھایا۔ کیا تمھیں آج بھوک نہیں تھی؟ وہ کہنے لگیں۔ کہ مجھے تو آج اَور دنوں سے بھی زیادہ بھوک لگی تھی۔ میں نے تو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے۔ میں نے دو ایک دفعہ اصرار سے کہا۔ آخر جب اُنھوں نے انکار کیا۔ تو دستر خوان بڑھوا دیا گیا + اتفاقاً ایک دفعہ پھر ان کا آنا ایسے ہی وقت ہُوا۔ کہ میں کھانا کھا رہی تھی۔ میں نے پھر ان کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کو کہا۔ خیر وہ کھانے لگیں۔ اور تھوڑی دیر بعد پہلی طرح کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ میں نے کہا اَور کھاؤ۔ اُنھوں نے انکار کیا۔ کہ اتنے ہی میں ان کی امّاں بھی جو نہایت سیدھی سادی عورت تھیں۔ اور اُن کے ساتھ ہی آیا کرتی تھیں۔ بولیں۔ کہ بیٹی بہن کہہ رہی ہیں۔ تو کھا لے نا۔ پھر گھر جا کر کھائے گی۔ اس روز بھی تو بھوکی ہی اُٹھ بیٹھی تھی۔ اور گھر جا کر کھانا کھایا۔ آج پھر بھوکی ہی رہی۔ ایک دفعہ ہی کھا لے نا؟ گھڑی گھڑی مُنہ جھوٹا کرنے سے کیا فائدہ؟

میں نے اگرچہ اُن کی امّاں کا کہنا سُن لیا۔ لیکن اپنے آپ کو انجان بنایا۔ جیسے سُنا نہیں + تاہم وہ شرمندہ بہت ہوئیں + لیکن میں اس تکلّف کو خاص ان کا تکلف نہیں سمجھتی۔ بلکہ یہ زمانے کا تکلّف ہے جس میں انہوں نے بھی حصّہ لیا + اگر غیروں میں کچھ تکلف ہو۔ تو چنداں بُرا نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ ان کے ساتھ کچھ نہ کچھ تکلف ضرور ہونا چاہئے۔ جو انسان تکلّف سے محض کورا ہوتا ہے۔ وہ بے تمیز کہلانے لگتا ہے۔ اس لئے اسے بالکل چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں + لیکن اس میں سادگی اختیار کرنی نہایت مناسب ہے۔ سادگی ایک بہت اچھی شے ہے۔ اس میں اپنی حیثیت کے بموجب امیری غریبی کی چمک بھی زیب دیتی ہے +

**کھانوں کی تعداد**

مہمانداری میں کبھی یہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ کہ کھانوں کی تعداد بہت زیادہ کی جائے۔ معمولی کھانے کے علاوہ دو ایک کھانے زیادہ کر لئے جائیں۔ تو چنداں مضائقہ نہیں + کھانوں میں تکلّف کے لئے زیادہ گھی ڈالنا بھی اچھا نہیں ہے۔ کہ اس سے کھانا ثقیل ہو جاتا ہے۔ اور دیر میں ہضم ہوتا ہے۔ اس لئے اکثر ضیافتیں موجب بیماری کا ہو جاتی ہیں +

غیروں کے تکلف کے علاوہ جب اپنی سہیلیوں میں اس قسم کا تکلف پیش آتا ہے۔ تو بہت ہی برا معلوم ہوتا ہے۔ سہیلیوں میں تو کچھ بے تکلفی ہی زیب دیتی ہے۔ یہ بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک سہیلی دوسری سہیلی سے کھانا مانگے۔ دوسری سہیلی کھانا لائے اور مانگنے والی بی بی ہنسی خوشی کھانا کھائے نہ اس کے مانگنے پر لانے والی بی بی کو کچھ اعتراض ہو۔ اور نہ کھانے کی سادگی پر کھانے والی بی بی کو۔ یہ کچھ مضائقہ نہیں۔ کہ اگر وہ کھانا حسب پسند نہ ہو۔ تو سہیلی سے کہہ دیا جائے۔ کہ یہ کھانا تو مجھے نہیں بھاتا۔ کوئی اور چیز دے دو۔ مجھے

Taj Tahir Foundation

وہ دو سہیلیاں بہت ہی اچھی معلوم ہوتی تھیں۔ جو ایک دوسرے سے کسی قسم کا تکلفانہ برتاؤ نہیں رکھتی تھیں۔ بلکہ آپس میں جو گلہ شکوہ ہوتا تھا۔ وہ بھی منہ در منہ کہہ دیتی تھیں۔ ایک سہیلی سے دوسری کھانا مانگتی تھی۔ وہ کھانا پسند نہ آتا تھا۔ تو دونوں مل کر نمک مرچ کی چٹنی سے روٹی کھا لیتی تھیں:

امیر تو تکلف کرتے ہیں۔ سو کرتے ہیں۔ غریب بیچارے بھی امیروں کی ریس میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر قدم رکھتے ہیں۔ اگر امیر تکلف کا نمونہ چھوڑ سادگی کا نمونہ بن جائیں۔ تو بیچارے بہت سے غریب نادان بھی تکلف کی تکلیف سے رہائی پائیں۔ عقلمندوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ناداروں کے واسطے نیک نمونہ بن کر انہیں سیدھے راستے لگائیں۔ اور فضول رسومات کی پابندی کی تکلیف سے اپنے آپ کو اور اپنے اور ہم قوموں کو بچائیں۔ تکلف میں کچھ آرام نہیں۔ بلکہ تکلیف ہی تکلیف ہے۔ ذوق نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے ذوقؔ تکلف میں ہے تکلیف سراسر۔ آرام سے وہ ہیں جو تکلف نہیں کرتے:

# مہمان کا دل بہلانا

مہمان کی خاطر تواضع یہی نہیں۔ کہ اُسے بلا کر اچھے سے اچھے فرش فروش یا کرسی وغیرہ پر بٹھا دیا جائے۔ یا خاطر تواضع کے لئے چاء پان۔ الائچی پھل وغیرہ پیش کر دیا جائے۔ بلکہ مہمان کی دلداری میں یہ بات سب سے زیادہ ضروری ہے۔ کہ اُس کے ساتھ اس طرح پیش آؤ۔ کہ جتنی دیر وہ بیٹھے خوش رہے۔ اور اُکتانے نہ پائے۔ یہ نہیں۔ کہ تو میرا منہ دیکھ میں تیرا منہ دیکھوں یا باتیں شروع ہوں۔ تو اس قدر کہ ان کا تار نہ ٹوٹے۔ اور سُننے والی کا دم ٹوٹنے لگے: باتیں ضرور کرنی چاہئیں۔ مگر مختلف قسم کی اور موقع کے

Taj Tahir Foundation

مناسب۔ مثلاً کبھی موسم کا تھوڑا سا ذکر کر دیا۔ کبھی شہر کی خوبصورت عمارت
وغیرہ کا ذکر کیا۔ کبھی کسی باغ کی خوب صورتی کا ذکر لے آئے۔ کبھی کسی پھل پھول
کی تھوڑی سی تعریف کر دی۔ کبھی کسی رسم کی بھلائی برائی پر۔ بات چیت
کی۔ اور رائے پوچھی گچھی۔ اگر کوئی اچھی سی کتاب یا تصویریں ہوئیں۔ تو وہ
دکھائیں۔ کوئی عمدہ قسم کی دستکاری ہوئی۔ تو وہ دکھا کر خوش کیا۔ غرض جب
تک مہمان بیٹھی رہیں۔ تب تک کوئی نہ کوئی بات ان کی خوشی خاطر اور دل
لگی کی ایسی کرتی رہو۔ کہ ان باتوں سے دلچسپی ہو۔ اور جاتے وقت تک
ان کے دل میں یہ ارمان رہ جائے۔ کہ تھوڑی دیر اور بیٹھ سکتی تو ان کی
اچھی اچھی باتیں سنتی ۔

اگر خود مہمان کے پاس سے جاؤ۔ تو کسی اور بہن کو بات چیت کرنے کے
لئے چھوڑ جاؤ۔ اور کوئی کتاب وغیرہ ان کو دے جاؤ۔ کہ وہ اس سے دل
بہلاتی رہیں۔ اور تنہا رہ کر گھبرائیں نہیں۔ کوئی بات تمہاری طرف سے یا
تمہارے گھر والوں کی طرف سے ایسی نہ ہو۔ کہ اس سے مہمان کا دل دکھے۔ یہ
بڑی کمینی حرکت ہے۔ کہ کسی کو گھر بلا کر اس کی دل شکنی کی جائے۔ اور اگر
تمہیں کسی خفیف سے خفیف بات پر بھی یہ شبہ ہو۔ کہ اس سے مہمان کی دل
شکنی ہوئی ہے۔ تو تم اس سے معافی مانگو ۔

**کان میں بات**

جن باتوں سے کبھی کبھی مہمان کو رنج پہنچ جایا کرتا ہے۔ ان میں
سے ایک یہ ہے۔ کہ بعض بیبیاں کان میں کچھ بات کرتی ہیں۔ اور مہمان کو یہ
وہم گزرتا ہے۔ کہ شاید ہماری بدی کی کوئی بات ہو رہی ہے ۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ جو بات کان میں کہی جاتی ہے۔ وہ اکثر کھانے
پینے کے متعلق ہوتی ہے۔ میزبان بی بی چونکہ مہمان بی بی کے پاس بیٹھی

Taj Tahir Foundation

ہوتی ہیں۔ اس واسطے کوئی دوسری بی بی مہمان کے کھانے وغیرہ کے واسطے دریافت کرتی ہے۔ یا خود گھر کی بی بی ہی اپنے ہاں کی کسی اَور بی بی کو آہستہ سے یا زرزری میں یہ کہہ دیتی ہیں۔ کہ فلاں چیز تیار کرو یا منگواؤ۔

یہ معاملہ ایک گھر میں نہیں۔ بلکہ سب ہی گھروں میں پیش آتا ہے۔ اور یہ بھی کچھ عام دستور ہے۔ کہ ہر گھر کی بیبیاں مہمان کے واسطے جو چیز منگواتی ہیں۔ وہ اس احتیاط سے منگواتی ہیں۔ کہ مہمان کو اس کے منگوانے یا تیار کروانے کی خبر نہ ہو۔ پس کان میں بات کہنے یا زرزری بولنے کا زیادہ باعث تو یہی مہمان کی خاطر تواضع کی بابت پوچھنا یا کہنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ایسی بے صبر اور نکتہ چین بہنیں بھی ہوتی ہیں۔ کہ جب ان کو کسی بہن کی کوئی چیز یا حرکت ناپسند ہوتی ہے۔ تو اسی وقت دوسری بہن کے کان میں اس حرکت پر اعتراض کرتی ہیں۔ اور ہنسی اُڑاتی ہیں۔

ان رنجشوں سے بچنے کے لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو بات پوشیدہ کہنے کی ہو۔ وہ علیحدہ جا کر کہی جائے۔ تا کہ آنے والی بہن کا دل ہر قسم کی رنجش اور شبہ سے صاف رہے۔ جہاں تک ممکن ہو اپنی مہمان بہن کو خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جس بات سے اس امر کا شبہ ہو۔ کہ وہ ناراض ہوں گی۔ اُسے ہرگز اختیار نہ کرنا چاہئے۔

شک کرنے والی بی بی کو بھی چاہئے۔ کہ وہ اپنی نیک دلی سے حُسن ظن سے کام لیں۔ اور اپنے دل میں یہ خیال ہرگز نہ کریں۔ کہ دو بہنوں نے جو بات آہستگی سے کی ہے۔ وہ ضرور یوں نہ ہو۔ ہماری بُرائی کی ہے۔ یا ہماری ہی کسی حرکت پر اعتراض کیا ہے۔

بعض بیبیاں ایک تو چپکے چپکے باتیں کرتی ہیں۔ اور دوسرے جس

Taj Tahir Foundation

کے متعلق وہ ذکر ہو۔ اس کی طرف اشارہ بھی کرتی جاتی ہیں جس سے دوسری بی بی کو خواہ مخواہ یہ شک ہو جاتا ہے۔ کہ ہو نہ ہو یہ میرا ہی ذکر ہے ایسی حرکتیں نہایت خلاف تہذیب اور اچھے دلوں کو بُرا بنانے والی اور اس محبت کے خلاف ہیں۔ جو مہمانداری سے ظاہر ہونی چاہئے۔ مہمان کی ہنسی اُڑانا ایک نہایت نالائق اور کمینہ حرکت ہے۔ جس سے ہر شریف بی بی کو بچنا چاہئے۔ مہمان بی بی خواہ کیسی ہی غریب سے غریب کیوں نہ ہو۔ لیکن جب وہ تمہارے گھر مہمان ہو کر آئی ہے۔ تو ہر بات میں اس کی مناسب عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔ تمہارا سلوک اس کے ہمراہ ایسا ہونا چاہئے۔ کہ وہ اَور بیبیوں سے ملے تو تمہاری محبت اور خاطرداری اور مہمان نوازی کی تعریف کرے۔

**مہمان کے ملازم کو کھانا کھلانا**

مہمان داری اور ضیافت میں ایک غلطی اکثر گھروں میں ہو جایا کرتی ہے۔ اور یہ بھول چوک ان کی نام دھرائی اور بے سلیقگی کا موجب ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جب کسی شخص کی ضیافت کی جاتی ہے اور اس کے ہمراہ اُس کا کوئی ملازم بھی ہوتا ہے۔ تو اس ملازم کی بات نہیں پوچھی جاتی۔ وہ جیسا اپنے مالک کے ساتھ بھوکا آتا ہے۔ ویسا ہی بھوکا واپس جاتا ہے۔ گھر پہنچ کر بھی بعض اوقات ایسا اتفاق پیش آجاتا ہے۔ کہ اس کے حصے کا کھانا اس خیال سے کہ وہ دعوت میں کھا آئے گا۔ موجود نہیں رہتا۔ اس کے باعث بعض دفعہ دوسرے وقت تک اس کو بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ اور بعض دفعہ وہ بازار سے کچھ لے کر پیٹ بھرتا ہے۔ اس صورت میں وہ بھی اور گھر کے دیگر آدمی بھی یہ ضرور کہتے ہیں۔ کہ اچھے بھوکوں کے گھر گئے تھے۔ کہ کھانے کو بھی نہیں ملا۔ اور دعوت اُلٹی عداوت ہو گئی۔

مہمان داری میں اوّل تو کھانا ہی اتنا پکایا جاتا ہے۔ کہ دو تین آدمی

Taj Tahir Foundation

کے حصے کا کھانا بچ رہے۔ لیکن کم نہ ہونے پائے۔ دوسرے دسترخوان پر سے ڈھیروں کھانا بچ کر آجاتا ہے۔ اسی کھانے کو اگر جمع کر کے سلیقے سے برتنوں میں لگا کر نوکروں کو بھیج دیا جائے۔ تو کچھ بڑا بھاری خرچ نہیں۔ اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ جو لوگ مہمانوں کے ملازموں کو کھانا نہیں کھلاتے وہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ یہ ان سے ایک قسم کی بھول ہو جاتی ہے۔ جس کا زیادہ باعث یہ ہوتا ہے۔ کہ چونکہ مردوں کی ضیافت ہوتی ہے۔ اور مردانے ہی میں ان کے کھلانے پلانے کا انتظام ہوتا ہے اس واسطے عورتوں کو گھر میں یہ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ مہمان کے ہمراہ کوئی ملازم بھی آیا ہے۔ یا نہیں۔ مرد ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف توجہ کم کرتے ہیں۔ اور اس قسم کے بکھیڑوں سے بہت گھبراتے ہیں۔ مستورات کو چاہئے۔ کہ وہ خود اس بات کا خیال رکھا کریں۔ اور ماما کے ذریعے دریافت کر لیا کریں۔ کہ مہمان کے ہمراہ کوئی ملازم بھی ہے۔ یا نہیں یا مہمان اگر گاڑی پر آیا ہے۔ تو گاڑی اُن کی اپنی ہے یا کرائے کی۔ کرائے کی گاڑی ہو۔ تو کوچوان کو اگر کھانا نہ بھی دیا جائے۔ تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن اگر مہمان کی اپنی گاڑی ہو۔ تو اس کے کوچوان کو کھانا دینا ضروری ہے ٭

## عرصۂ دراز کی مہمان داری

ایک مثل ہے۔ کہ ایک دن مہمان۔ دو دن مہمان۔ تیسرے دن بلائے جان۔ سو اس میں کچھ کلام نہیں ہے۔ کہ کبھی کبھی مہمان داری کی تکلیفات اور خرچ وغیرہ اُٹھا کر میزبان اُکتا جاتے ہیں۔ اور بعض وقت اُن کو مُنہ

کھول کر مہمان سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ بھئی اب تم اپنے کھانے کا انتظام خود کرو + دستور ہے۔ کہ جب کوئی شخص کہیں سفر کرنے کو جانے لگتا ہے۔ تو وہ اپنی منزلِ مقصود پر پہنچنے سے پہلے اپنے دل سے اس امر کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ میں جہاں جا رہا ہوں۔ وہاں میرا کوئی عزیز یا ملاپ دار موجود ہے۔ یا نہیں۔ اگر اس کو یہ معلوم ہو۔ کہ وہاں کوئی ملاپ دار موجود ہے۔ تو وہ بلا تکلف اُس کے ہاں جا اُترتا ہے۔ ورنہ مسافر کا ٹھکانا سرائے گو سرائے میں رہنے کو جگہ اور کھانے پینے کو کھانا وغیرہ مل جاتا ہے۔ لیکن وہ آرام کہاں جو کہ گھروں پر ہوتا ہے +

بعض آدمیوں کا دستور ہے۔ کہ اس خیال سے بھی کسی میل ملاپ والے مکان پر نہیں ٹھیرتے۔ کہ اگر ہم ان کے ٹھیریں گے۔ تو میزبان کو خواہ مخواہ زیر بار ہونا پڑے گا۔ مگر بعض آدمی اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔ اور وہ اپنے ملاپ دار کے ہاں اُتر جاتے ہیں۔ اور اس کا بدلہ یوں اُتارتے ہیں۔ کہ یا تو اپنے میزبان کے واسطے تحفہ تحایف لے جاتے ہیں۔ یا چلتے وقت بچوں کے ہاتھ پر کچھ نقدی رکھ دیتے ہیں۔ نقدی تو عموماً لوگ پھیر دیتے ہیں۔ تحفہ تحائف رکھ لئے جاتے ہیں۔ لیکن ان تحفہ تحائف سے میزبان کا احسان اُترا ہوا نہیں جاننا چاہئے۔ کیونکہ مہمان جو تحفہ تحائف لے جاتے ہیں۔ وہ اپنی خواہش اور پسند سے لیتے ہیں۔ اور میزبان کو ان کی خاطر ان کی پسند کی چیز خواہ مخواہ قبول کرنی پڑتی ہے۔ خواہ وہ چیز اس کے کام کی ہو۔ یا نہ ہو +

ان سب باتوں سے یہ طریق بہت بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہمان اور میزبان جھوٹی شرم اور تکلف کو بالائے طاق رکھ کر یہ قاعدہ مقرر

Taj Tahir Foundation

کریں۔ کہ اگر کسی آدمی کو کچھ عرصے کے واسطے کہیں جانا اور رہنا ہو۔ تو وہ اپنے ملاپ وار کے ہاں اُترے۔ اور ایک دو دن کی ضیافت کے بعد اپنے میزبان سے کہہ دے۔ کہ اب آپ میرے لئے کوئی جدا انتظام کریں اور یہ بات نہایت اصرار سے کہی جائے۔ مثلاً یہ کہے کہ۔ کہ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے۔ تو میں لاچار سرائے میں چلا جاؤں گا +

اس پر میزبان کو چاہئے۔ کہ اپنے مکان میں مہمان کی گنجائش نہ ہو۔ تو پاس پڑوس میں مہمان کے واسطے اس کی ضرورت کے موافق کوئی مکان تلاش کر دے + اس کے بعد مہمان کے کھانا کھانے کے اوقات اور کھانے کی تفصیل سب کچھ دریافت کرلے۔ اور جو کچھ مہمان بتائے اُس کی حسب مرضی اپنے انتظام و اہتمام سے اس کے واسطے ویسا ہی کھانا تیار کرکے اس کو بھجوا دیا کریں۔ اور اس کے کھانے پر جو لاگت آئے۔ اس کا حساب لکھتے رہیں + جب مہمان رخصت ہونے لگے۔ تب اُس کا حساب اُس کے روبرو پیش کر دیا جائے۔ اور مہمان نہایت خوشی اور شکریے سے اس بل کی رقم ادا کر دے۔ دوست داری کا یہ تھوڑا فائدہ نہیں۔ کہ اُس کے ذریعے سے مہمان کی ہر طرح کی آسائش کا خاطر خواہ سامان ہو جائے۔ ورنہ سرائے میں ایسا آرام کہاں ملتا ہے۔ جو اپنے کسی ہمدرد کے انتظام سے میسّر آسکتا ہے +

بظاہر یہ دستور مہمان اور میزبان دونوں کو ناگوار معلوم ہو گا۔ مہمان کو بوجہ خرچ اور میزبان کو شرم کی وجہ سے۔ لیکن اگر انصاف اور غور سے دیکھا جائے۔ تو اس سے بہتر کوئی دستور نہیں ہو سکتا۔ میزبان کو اس دستور کی پابندی کرتے وقت شرم ضرور آئے گی۔ کہ میں اپنے مہمان سے

کھانے کے دام لوں۔ اور مہمان کو غالباً یہ بُرا معلوم ہو گا۔ کہ مجھ سے دام لئے جائیں۔ لیکن یہ شرم اس شرم سے بدرجہا بہتر ہے۔ کہ مہمان کو مُنہ کھول کر کہنا۔ کہ بھئی اب اپنا انتظام آپ کرو۔ اور ادھر مہمان کے لئے یہ دام دینے ان داموں سے بہتر ہیں۔ جو بازار یا سرائے کے پکے ہوئے کھانے کے واسطے دیئے جاتے ہیں +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کوئی بی بی مع اپنے چار پانچ بال بچّوں وغیرہ کے اپنے ایک رشتہ دار کے ہاں جاکر اُتریں اور آٹھ دس روز رہیں۔ چلتے وقت اُنہوں نے اُن کے بچّے کے ہاتھ پر کچھ نقدی رکھی۔ جس میں سے میزبان بہن نے تھوڑے سے روپے لے لئے۔ اور باقی واپس کر دیئے۔ خیر مہمان بی بی رخصت ہو گئیں + لیکن میزبان رشتہ دار بی بی نے تمام لوگوں میں یہ مشہور کر دیا۔ کہ ہمارا ڈھیروں خرچ ہو گیا۔ لو آئی تھیں دھرنا دے کر بیٹھ گئیں۔ چالیس پچاس روپے کی چٹّی ہمارے سر پر پڑی۔ میزبان بہن کی یہ باتیں مہمان بہن کے کان تک بھی پہنچیں۔ اور اُنہیں اس بات کا سخت ملال ہُوا +

سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا یہ شرم کی بات نہیں۔ کہ کسی کی چار دن خاطر کرنی اور پھر اس کا احسان جتانا + یہ بے غیرتی کی بات نہیں۔ کہ چار پانچ روز کھانا کھا کر عمر بھر طعنے سننا + اس جھوٹی شرم سے کیا فائدہ۔ حساب صاف اور بے باق رکھنا سب سے بہتر اور نہایت آرام کی بات ہے +

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جن کو خدا نے دے رکھا ہے۔ اُنہیں خرچ اخراجات کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کسی رسم میں صاحب مقدور لوگ پہلے قدم نہ بڑھائیں گے۔ تو غریب تو ہرگز پہل نہیں کریں گے۔

امیروں کی دیکھا دیکھی وہ بے چارے غریب برباد ہوتے ہیں۔ امیروں کو غریبوں کے حال پر رحم کرنا چاہیئے۔ اور ان کے واسطے وبال جان نہیں بننا چاہیئے۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ مہمان داری کی شرط ادا کرنے کو بعض غریب بے چارے قرضوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن کیا کریں دنیا رکھنی بڑی مشکل ہے۔

اگر ہماری بہنیں اس رسم کے جاری کرنے میں کوشش کریں۔ تو واقعی بڑا ثواب حاصل کریں۔ کیونکہ اس سے غریب غربا کو بہت فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس دستور کا آغاز میزبان کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مہمان کی طرف سے اس دستور کے لئے سخت اصرار ہونا چاہیئے۔ یہاں تک کہ میزبان کو یقین ہو جائے۔ کہ میں اس بات کو منظور نہیں کروں گی۔ تو مہمان بہن ناخوش ہو جائیں گی۔ اگر چند بہنیں اس دستور کے قائم کرنے میں کوشش کریں۔ تو کامیابی کی بخوبی امید کی جا سکتی ہے۔

مسلم پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ لاہور میں باہتمام کرامت علی مینیجر چھپا

اور دار الاشاعت پنجاب ریلوے روڈ لاہور سے شائع ہوا

Taj Tahir Foundation

# شمسہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ کی لکھی ہوئی کتابیں

**امتیاز دلچسپی**۔ ننھے بچوں کے لئے قاعدے سے ذرا مشکل اور پہلی کتاب سے آسان دلچسپ تصویردار کہانیاں۔ رعایتی قیمت ۳ر۱۱ پائی

**تاج گیت**۔ ننھے بچوں کے لئے بہت ہی آسان شعر۔ رعایتی قیمت ۱ر۷ پائی

**تاج پھول**۔ ننھے بچوں کے لئے نصیحت کے آسان سبق۔ اور ضروری آداب۔ رعایتی قیمت ۲ر۵ پائی

**دلچسپ کہانیاں**۔ بچوں کے پڑھنے کے لئے آسان زبان میں نصیحت اور ہنسی کی بہت اچھی اچھی کہانیاں۔ تصویردار۔ رعایتی قیمت ۴ر۱۱ پائی

**تین بہنوں کی کہانی**۔ باہمی حسد اور بہن بھائیوں کی محبت کا دلچسپ قصہ۔ جو الف لیلہ میں سے لے کر بہت آسان کر کے لکھا گیا۔ رعایتی قیمت ۳ر

**دل پسند کہانیاں**۔ جو دہلی کے شرفا کے گھروں میں امیر غریب عورتیں اپنے بچوں کو سناتی۔ اور اُن سے اُن کا دل بہلاتی ہیں۔ تصویردار۔ قیمت ۹ر

**شریف بیٹی**۔ ایک چھوٹی سی لڑکی کا قصہ۔ جو اپنی محنت اور نیکی سے نیک نام ہوئی۔ اور امیر کبیر بن گئی۔ رعایتی قیمت ۳ر۹ پائی

**چندن ہار**۔ قرض کی عادت کے متعلق ایک عبرت انگیز قصہ۔ ۱ر۱۱ پائی

**پان کی گلوری**۔ پان کے متعلق مزے دار نظم۔ قیمت ۔ر

ملنے کا پتہ

**دارالاشاعت پنجاب لاہور**

Taj Tahir Foundation